چہ گویم باتو گرائی جہاد در قادیان منی | دوا بنی شفا بنی غرض دار الامان بنی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام ۳ صہ (۲) خواص و معاونین سے ۵ للہ (۳) ہندوستان سے باہر للعہ (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنہ (عہ)

نمبر ۱۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و کشوف

ھَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الزَّلْزَلَة ۔
بَلْ يَاتِيْهِمْ بَغْتَةً

اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ

اس کے بعد ایک عیحدہ الہام ہوا

دو چار ماہ

ترجمہ ۔ مذکورہ بالا عربی الہامات کا یہ ہے ۔ کیا تجھے زلزلہ کی بات پہنچی ہے بلکہ ان کے پاس اچانک آئے گا ۔

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء اُرِیْحُكَ وَلَا اُجِيْحُكَ وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا ۔

ترجمہ میں تجھے راحت دوں گا اور تجھے نہ مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا

جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء الہام

"آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں"

ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیوی مشکلات گر رہے ہیں ۔ فرمایا ۔ یہ الہام اسی کے متعلق معلوم ہوتا ہے ۔

خدائے عز و جل کی پاک وحی ایک نو مخالف شدہ کے بارے میں ۔ پڑہنے والے سمجھ لیں ۔

وحی اللہ

۲۰ مئی ۱۹۰۶ء (۱) ہمکے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں ۔ اور وہ سلامتی کے شہزادہ کہلاتے ہیں ۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا ۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا ۔ نہ دیکھا نہ جانا ۔
(۲) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں ۔
(۳) رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ
ترجمہ ۔ اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق دکھلا دے ۔
(۴) اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَصَادِقٍ
ترجمہ ۔ تو ہر ایک اصلاح کرنے والے اور سچے کو دیکھتا ہے ۔

(نوٹ :۔ برہمن میں ن نسبت کا ہے یعنی منسوب بہ برہمہ ۔ برہمن اوتار اللہ تعالیٰ کے اسم غالب کا مظہر ۔ ایڈیٹر)

چودھری اللہ داد صاحب مرحوم

ہمارے معزز دوست اور بھائی جناب چودہری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز کو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت میں لے اور جنت میں اچھی جگہ نصیب فرماوے ۔ آپ نے ۲۰ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب جبکہ موذن نے اللہ اکبر کہا اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی ۔

اللّٰهم اغفرہ وارحمہ

چودہری صاحب موصوف اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اپنی مستقل سرکاری ملازمت اور تمام دنیوی عروج کی خواہشوں کو لات مار کر دین کی خاطر قادیان آبیٹھے ایک قلیل تنخواہ پر راضی ہو کر بیٹھ رہے اور تب سے ایک دن کے واسطے بھی اپنے وطن کو نہیں گئے تھے ۔ آپ کی عمر قریباً ۴۲ سال کے تھی ۔ میگزین کی خدمت جس خوبی اور محنت کے ساتھ وہ بجالاتے رہے وہ عیاں ہے اور اس کے علاوہ مدرسہ کی امانت کی خدمت ۔ اور پھر ایگزیمنری کی خدمت بھی بجالاتے رہے ۔ اور کچھ مدت مدرسہ میں آنریری ممبری کا کام بھی کرتے رہے ۔ مرحوم کے متعلق حضرت مسیح نے فرمایا کہ چودہری اللہ داد صاحب بڑے مخلص تھے ۔ ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے ۔ صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی ۔ لیکن حسب الحکم حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا اور حضرت مسیح ع کا وہ رؤیا آپ کے حق میں پورا ہوا جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کے ساتھ دو اور قبریں ہیں (دوسری قبر میاں الٰہی بخش صاحب کی ہے) یہ پیارا دوست بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتا تھا جن کا کچھ کسی آئیندہ اخبار میں کیا جاوے گا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

وہ ایک اعلیٰ درجہ کا مہمان نواز تھا ۔ دوستوں کا سچا دوست تھا ۔ اس کا دل احمد کی محبت سے پُر تھا ۔ خدا تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے ۔ اور آپ ہی انکا محافظ ہو (آمین) صاحب موصوف کی جو خدمت ایام علالت میں ان کے دوست ابوسعید عرب صاحب نے اور چودہری فتح محمد صاحب نے کی وہ برادرانہ محبت اور دلی تعلق کا ایک خاص نمونہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے ۔

لیس البر میں ہے۔ آپ اس پر غور کریں۔ کیونکہ تقوے سے نجات کا ہونا تو آیۃ کریمہ ویُنجی اللّٰہ الذین اتقوا اور ثم ننجی الذین اتقوا سے ظاہر ہے اور اس یقین کے بعد کہ نجات تقوی سے ہے حکم ہے کہ تقوے ان امور کی پابندی کا نام۔ تو آپ کا وہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللّٰہ و الیوم الاٰخر والملائکۃ والکتاب و النبیین واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل و السائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون۔

اس آیت کریمہ کے درمیان تقوے کے چند اصول بیان ہوئے ہیں۔ جن میں شاید مرزا کا بھی کہیں ذکر آیا ہو اور دوسری آیت ثم ننجی الذین اتقوا ظاہر کرتی ہے کہ مدار نجات تقوے ہے۔ لا انتہا قوانین نجات کے لئے نہیں۔ پھر مگر کہ نجات کا مسئلہ تو صرف انبیاء کے ذریعہ ہی معلوم ہو سکتا تھا اور اس کا دوسرا کوئی راستہ نہیں اور دنیا میں نجات بخلاف آپکے منشار کے بہت ہی کم لوگوں میں نظر آتی ہے۔ آپ اپنا ہی حال دیکھیں۔ بڑی محنتوں کے بعد تو آپ ڈاکٹر اور مصنف کتب اور صاحب اولاد ہوئے مگر بیوی بچوں اور ریاست والوں سے نجات ملی یا نہ ملی۔ آپ کا دل ہی جانتا ہو گا۔

میں اس پہلے حصہ سے ایک حد تک جواب دینے سے سبکدوش ہوا ہوں اگر یہ حصہ آپ کے لئے کچھ بھی مفید ہو تو اس تفصیل کو بھی طیار ہوں اور باقی حصوں کے جواب دینے کو تیار ہوں گا۔ اور اگر اس حصہ کے متعلق بھی مجھے ہی سنانا ہو کہ میں دودھ مانگتا ہوں اور مجھے زہر پلایا جاتا ہے میں قریب ہوتا ہوں اور مجھے دور کیا جاتا ہے اور اپنا بنتا ہوں اور مجھے اجنبی کہا جاتا ہے تو میں مصلحت نہیں سمجھتا کہ باقی حصوں کا جواب دوں یا اسکو اور زیادہ کروں۔

اگر امام صاحب کے حضور شوخی کرنے سے پہلے مجھے براہ راست آپ خط و کتابت کرتے تو مجھے بہت پیارے الفاظ بولنے کا موقع ملتا مگر مجبور ہوں سخت کلامی کو ایک محب فطرتاً پسند نہیں کر سکتا اور وہ معذور بھی ہے۔ پھر خدا کے لا انتہا قوانین مغفرت بھی موجود ہیں۔ اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ میرا کوئی لفظ بھی ایسا نہ ہوگا جو میرے لئے نجات سے محروم کرنے والا ہو۔ قرآن کریم سے الگ ہو کر آپ بہت قوانین ایجاد کر سکتے ہیں مگر قرآن کے ماتحت ہو کر ایسا کرنا آپکے لئے محال ہے۔ قرآن ایک مفصل کتاب ہے۔ اگر ایک شخص کو ایک مقام پر کوئی آیت متشابہ معلوم ہو تو اس کے لئے اور بہت سے محکمات موجود ہیں۔ جو ام الکتاب کا کام دیسکتے ہیں مگر کبر یائی سخت مرض ہے۔

برکاتِ دولتِ برطانیہ

مندرجہ ذیل نظم صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید حضرت مسیح موعود دام اللہ برکاتہم نے ایمپائرڈے کی تقریب پر کہی۔ ایڈیٹر۔

یاد ایام کہ تھے ہند پہ اندھیرے سال
ہر گلی کوچہ پہ ہر شہر پہ آیا تھا وبال
روز رہزن تھے میں لٹا کرتے تھے لوگوں کے مال
دل میں اللہ کا تھا خوف نہ حاکم کا خیال
ہر طرف شور و فغان کی ہی صدا آتی تھی
سخت سے سخت دلوں کو بھی جو تڑپاتی تھی

رحم کرنا تو کجا ظلم سے تھا پیشا
لوگ بھولے تھے کہ ہے نام مروت کس کا
چار سو ملک میں تھا ہو رہا شور و غوغا
بلکہ سچ ہے کہ نمونہ وہ قیامت کا تھا
کبھی آتا نہ کوئی دوست کسی دوست کے کام
دل سے تھا محو ہوا مہر و محبت کا نام
سلطنت میں بھی تزلزل کے نمایاں تھے نشان
صاف ظاہر تھا کہ ہے چند دنوں کی مہمان
قاضی و مفتی بھی کھو بیٹھے تھے اپنا ایمان
رحم و انصاف کے وہ نام سے بھی تھے انجان
ایسے لوگوں سے تھا انصاف کا پانا معلوم
خیال انصاف کا تھا جنکے دلوں سے معدوم

افسر فوج لڑائی کے فنون میں جو ہٹ
منہ سے جبات نکل جائے پھر اس پر تھی ہٹ
رہتی آپس میں ہر وقت تھی ان کی کھٹ پٹ
تھے وہ بتلاتے ہر اک دوسرے کو ڈانٹ ڈپٹ
پھر کوئی موقع لڑائی کا جو آجاتا تھا تو
صاف ہر کوئی وہاں آنکھیں چرا جاتا تھا

سلطنت کچھ تو انہیں باتوں سے بیجان ہوئی
کچھ لٹیروں نے غضب کر دیا آفت ڈھائی
اک طرف مرہٹوں کی فوج ہے لڑنے کو کھڑی
دوسری جا پہ ہے سکھوں نے بھی شورش کردی
چاروں اطراف میں پھیلا تھا غرض اندھیرا
لشکر یاس نے ہر سمت سے تھا آگھیرا

ڈٹے تھے لڑتے رہیں آپس میں امیر اور وزیر
کیوں نہ پسیں گھن کی طرح ساتھ غریب اور فقیر
مدعا انکا تو لڑنے سے ہے بس تاج و سریر
ہاتھ میں یار نکو رہ جائیگی خالی لکیر
ان غریبوں کو امیروں نے ڈبویا افسوس
بات جو بیت چکی اسپہ کریں کیا افسوس

الغرض چین کلیجے کو نہ دل کو آرام
رات کا فکر لگا رہتا تھا سب کو سر شام
صبح کو خوف کہ ہو آجکا کیسا انجام
رات دن کا ٹتے اس طرح سے تھے وہ ناکام
دل سے ان کے یہ نکلتی تھیں دعائیں دن رات
یا الٰہی تیرے فضلوں کی ہو ہم پر برسات

اپنے ڈالی نئی آخر کو تلطف کی نظر
شب کا نور اڑا دل سے جو تھا خوف و خطر
یک قلم ملک سے معدوم ہوئے شورش و شر
نہ تو رہزن کا رہا کھٹکا نہ چوروں کا ڈر
بھاگتے رکھ گئے وہ ان مرہم کافوری کے
دیئے جاتے تھے جہاں زخم جگر کے چرکے

قوم انگلش نے دیا آکے سہارا ہم کو
بحر ادبار سے ہے پار اتارا ہم کو
ورنہ صدموں نے تو تھا جان سے مارا ہم کو
آگے مشکل تھا بہت کرنا گذارا ہم کو
ہند کی ڈوبی ہوئی کشتی ترائی اس نے
ملک کی بگڑی ہوئی بات بنائی اس نے

رحم وہ ہم پہ کئے جنکی نہیں کچھ گنتی
جن میں سے سب سے بڑی مذہبی ہے آزادی
ساتھ لائے یہ ہزاروں نئی ایجادیں بھی
جو نہ کانوں نے تھیں سنی اور نہ تھیں آنکھوں دیکھی
عدل و انصاف میں وہ نام کیا ہے پیدا
آج ہر ملک میں جسکا کہ بجا ہے ڈنکا

شیر و بکری بھی ہیں اک گھاٹ پہ پانی پیتے
نہیں ممکن کہ کوئی ترچھی نظر سے دیکھے
ایک ہی جا پہ ہیں سب رہتے برے اور بھلے
کیا مجال ان سے کسی کو بھی جو صدمہ پہنچے
سب جو آپس میں ہیں یوں ہو رہے شیر و شکر
اسلئے ہے کہ نظر سب پہ ہے انکی یکسر

ہند میں ریل انہوں نے ہی تو جاری کی ہے
آمد و رفت میں جس سے بہت آسانی ہے
صیغہ ڈاک کو انہوں نے ترقی دی ہے
ملک میں چار طرف تار بھی پھیلائی ہے
تاکہ انصاف کے پانے میں نہ ہو کچھ دقت
منصفوں اور ججوں تک کی بھی کی ہے کثرت

علم کا نام و نشان یاں سے مٹا جاتا تھا
شوق پڑھنے کا دلوں میں سے اٹھا جاتا تھا
کوئی عالم کبھی اس ملک میں آ جاتا تھا
دیکھکر اس کا یہ حال اشک بہا جاتا تھا
ہند وہ بیمار تھا جس کو سبھی رو بیٹھے تھے
ہاتھ سب انکی شفایابی سے دھو بیٹھے تھے

پر وہ رب جس نے کہ سب کچھ تھا کیا ہے پیدا
نہ تو ہے باپ کسی کا نہ کسی کا بیٹا
سارے گن جسمیں ہے پاک اور ہے واحد یکتا
نہ وہ تھکتا ہے نہ سوتا ہے نہ کھاتا نہ پیتا
رحم کرتا ہے ہمیشہ ہی وہ ہم بندوں پر
کرسی عدل پہ بیٹھے گا جو روز محشر

جو کہ قادر ہے جسے کچھ بھی نہیں ہے پروا
ٹھیک کر دے اسے دم میں کہ ہو جو کچھ بگڑا
دیکھکر اپنی یہ حالت اوسے جب رحم آیا
دیکھو انگلینڈ سے اس قوم کو یاں لے آیا
جسنے آتے ہی وہ نقشہ ہی بدل ڈالا ہے
جس جگہ خار تھا اب واں پہ گل لالہ ہے

سلسلے ہر جگہ تعلیم کے جاری ہیں کئے
شہروں اور گاؤں میں اسکول بکثرت کھولے
کالجوں کے بھی ہیں شہروں میں کھلے دروازے
ہر جگہ ہوتے ہیں اب علم و ہنر کے چرچے
کام وہ کرکے دکھایا کہ جو ناممکن تھا
آئے جب ہند میں کیا ہی مبارک دن تھا

قوم انگلش تری سب فرقوں پہ ہے ایک نظر
اسلئے تجھ پہ ہمیں ناز ہے سب سے بڑھ کر
تھا مسیحا بھی تو پیدائش دولت قیصر
زندگی چھوڑ کے پڑ رہے چین سے کرتے تھے بسر
اب مگر رحم سے ہے ہر وقت مسیحا آیا
قیصر روم کا کیوں ثانی نہ پیدا ہوتا

ابن مریم سے ہے جس طرح یہ عالی رتبہ
قیصر ہند بھی ہے قیصر روما سے بڑا
مصطفیٰ کا یہ غلام اور وہ غلام موسیٰ
دیکھلو کس کا ہے دونوں میں سے درجہ بالا
قیصر روم کے محکوم تھے اک دو صوبے
تاج انگلشیہ پہ ممکن نہیں سورج ڈوبے

حق سے محمود کی اب اتنی دعا ہے میری
جس نے ہمکو کیا خوش رکھے اسے وہ راضی
فتح و نصرت کی انہیں روز نئی ہو بخشی
دور ہو دین میں ہے انکے جو یہ گمراہی
دین اسلام بس اب انکی سمجھ میں آجائے
بات یہ کچھ بھی نہیں رحم اگر وہ فرمائے

درخواست دعا

منشی محمد نصیب صاحب محرر بدر کو ۱۳ مئی ۱۹۱۳ سے برابر بخار چڑھا ہوا ہے کسی وقت بھی نہیں اترتا۔ احباب سے خاص طور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جلد صحت کامل عطا فرمائے۔ دیگر۔ ایسا ہی میاں ثناء اللہ صاحب پھلوری کی والدہ [illegible] اس کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے

ایک برنچ پوسٹماسٹر کی فریاد

نالہ اس زور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

جہیال ضلع امرتسر کے برنچ پوسٹماسٹر کے متعلق ایک دردناک خبر مجھے ملی ہے جسکو سنکر اور پڑھکر میں گناہ سمجھتا ہوں کہ اسکو مخفی رکھا جاوے اس لئے کہ اس شکایت اور فریاد کی تہ میں عزت اور آبرو کا سوال ہے جس پر محکمہ ڈاکخانہ کے ایک ذمہ دار آفیسر یعنے انسپکٹر صاحب کیطرف سے حملہ کیا گیا ہے۔ اس انسپکٹر کا نام **بابو کالورام** ہے اور برنچ پوسٹماسٹر کا نام میاں **احمد علی** ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ ۹ - نومبر ۱۹۰۵ء کو دہان کے لیٹر بکس سے ایک **بالا گلٹی** برآمد ہوا - جسکے متعلق برنچ پوسٹماسٹر نے اپنے فرض منصبی کے رو سے بذریعہ چٹھی ۱۱ - نومبر ۱۹۰۵ء کو انسپکٹر صاحب سے حکم مناسب کے لئے درخواست کی - اسپر ۱۲ نومبر ۱۹۰۵ء کو **کالورام** انسپکٹر نے سند جذیل حکم لکھکر بھیجا -

"برنچ پوسٹماسٹر جہیال بروقت معاینہ بالا پیش کرو - کان میں سوراخ والی کے کام آئیگا"

یہہ وہ حیا سوز حکم ہے جو انسپکٹر صاحب نے بحیثیت انسپکٹر ڈاکخانہ اپنے ایک ماتحت کو دیا ہے - کیا کوئی غیور اور باحمیت انسان ہتکر خان کی گفتگو کو پسند کر سکتا ہے ؟ اس فقرہ کے کیا معنے ہیں ؟ جو بابو کالورام نے اپنا فقرہ ماتحت کو لکھا ہے ؟ کیا محض اس وجہ سے کہ ایک غریب مسلمان ان کے ماتحت ہے اس سے مذاق اور مخول کیا جاتا ہے - انسپکٹری کے اگر یہی فرائض ہیں اور بابو کالورام اس تحریر کی ذمہ داریاں نہیں کرتے تو پھر یہہ سوال قابل لحاظ ہے - کہ ایسا شخص عہدہ انسپکٹری کے لئے کہاں تک موزون ہو سکتا ہے ؟ اسکے چال چلن اور رویہ کا اسکے ماتحتوں پر کیا اثر پڑے گا ؟ پوسٹماسٹر جنرل پنجاب لاہور کو میں بڑے ادب کے ساتھہ اس رویداد پر توجہ کرنے کی تکلیف دیتا ہوں -

ہمارے مہربان ہندو اخبارات کسی مسلمان جیراسی کی بھی خواہ کوئی سی حرکت ہو تو تنکے کا پہاڑ بناکر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں میں دیکھونگا کہ اس تحریر پر وہ کیا نوٹس لیتے ہیں اور کہان تک ایسے انسان کو سزا دلانے کے لئے اپنا فرض ادا کرتے ہیں - مجھے بار بار حیرت ہوتی ہے کہ سرکاری خط و کتابت میں یہ شخص ایسے فقرات بڑی جرأت سے استعمال کرتا ہے

چونکہ یہ راز افشا ہو گیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس کاغذات گم نکر دیئے جاوین اس لئے میں امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ذرا ہوشیار ہوں اور اسکے متعلق تحقیقات کر کے قابل عبرت فیصلہ کریں - مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ برنچ پوسٹماسٹر مذکور نے قریباً پانچ مہینے سے اس شرمناک تحریر کو سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کے دفتر میں بھیجدیا ہے اور ابھی تک اسپر کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا - اگر ایسا ہوا ہے تو بہت ہی قابل افسوس امر ہے سپرنٹنڈنٹ صاحب کا یہہ پہلا کام ہونا چاہئے کہ اس تحریر کی اشاعت کے بعد وہ اس خط و کتابت کو دیکھیں اور اسپر اپنے دستخط کر کے اسے محفوظ کریں - اور پھر باضابطہ اسکی تحقیقات کر کے بابو کالورام صاحب کو ایسی تحریر کا مزا چکھائیں - آج وہ اس قسم کے مذاق کرتے ہیں کل وہ کچہہ اور لکھیں گے - شاید انہیں معلوم نہین کہ وہ سرکاری ملازم ہیں - اور ان کے چال چلن کا اثر دوسرے لوگوں پر پڑتا ہے - اور پھر محکمہ ڈاکخانہ ایک ایسا محکمہ ہے جو گویا ہر شخص کا رازدار ہے - جو شخص اسطرح پر بے تکلف بیہودہ تحریرین لکھنے سے دریغ نہیں کرتا اس سے بہتری کی کیا امید ہوگی اور اس کے ماتحت کیسے دلیر اور بیباک ہو جائینگے -

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پی - ایم - جی کے دفتر میں بھی بابو کالورام کے چال چلن کے متعلق کوئی شکایت ہوئی اگر یہ سچ ہے تو میں اس شکایت کو اسپر اضافہ کر کے پی - ایم - جی کے انصاف سے توقع کرتا ہون کہ وہ اسپر نہایت متانت سے نوٹس لین گے اور اس شخص کو قابل عبرت سزا دین گے - میں اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہون کہ اگر اس معاملہ کو سرسری نظر سے دیکھا گیا تو بہت برا اثر ہوگا - اس صورت میں مجھے یقین ہے کہ بابو کالورام اگر محکمہ کی سزا سے بچ گئے تو انہیں اس **شرمناک تحریر** کے لئے عدالت میں کھڑا ہونا پڑے گا - میں سردست اسی قدر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں - آئندہ کہول کر لکھونگا - اور بعض اور واقعات بھی دونگا تاکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور پی - ایم - جی صاحب کو مدد مل سکے - اس نوٹ کو ختم کرتے ہوئے میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ کیا سپرنٹنڈنٹ صاحب یہ معلوم کرنے کی کوشش کرین گے کہ گوجرانوالہ کے بخش بچھی رسان ترنتارن سے جو تبدیل ہوا ہے - اس نے کوئی شکایت بابو کالورام کے خلاف کی تھی اور وہ شکایت کیسی تھی ؟ +

امرتسر ہیڈ آفس کا پوسٹماسٹر یوروپین ہونا چاہئے

سودیشی تحریک والے تو شاید مجھے قوم اور ملک کا دشمن ہی کہیں گے کہ میں امرتسر کے ہیڈ آفس میں یوروپین پوسٹماسٹر کی تحریک کرتا ہوں - اور ہندو اخبارات شاید اس وجہ سے بھی خفا ہون کہ ان آجکل ایک ہندو صاحب پوسٹماسٹر ہیں - یعنے **بابو متھراداس صاحب** - مگر وہ مجھے یہہ کہنے میں معذور سمجھیں گے کہ امرتسر تجارتی لحاظ سے پنجاب کا مرکز اور پنجاب کا تجارتی دارالسلطنت ہے اور تجارت کے لئے ڈاکخانہ کا وجود جیسا مفید اور بابرکت ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں - اس لحاظ سے امرتسر کی جو وقعت ہو سکتی ہے وہ بھی ایک ظاہر امر ہے - ایسے آفس کا چارج قطع نظر اسکے کہ دیسی کے ہاتھ میں ہو یا یوروپین کے ایک مستعد اور انتظامی قابلیت میں مشہور شخص کے ہاتھہ میں ہونا چاہئے - جسکی موجودہ حالت میں بہت ضرورت بتائی جاتی ہے اور جو واقعات میں پیش کرون گا وہ اس ضرورت کی اہمیت کو ثابت کر دکھائینگے -

بابو متھراداس صاحب جہانتک میرا علم ہے سپرنٹنڈنٹ بھی رہ چکے ہیں پس ان کا اس عہدہ سے پوسٹماسٹری پر آنے کے جو وجوہات ہیں اگر ان میں یہی ہے کہ انہیں مزید انتظامی قابلیت مطلوب ہے تو کسی خارجی واقعہ کے پیش کرنے کی حاجت نہیں لیکن اگر ان کی انتظامی قابلیت تسلیم کی گئی ہے اور سپرنٹنڈنٹی سے پوسٹماسٹر ہونے کے اور اسباب ہیں تو میں انشاءاللہ بعض واقعات اس مقصد کے لئے پیش کرونگا -

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے دفتر میں ایک غریب کلرک پیٹا گیا اور پیٹنے والے کلرکون نے اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں کی کہ پوسٹماسٹر صاحب کی موجودگی یا کم از کم ان کا علم انہیں نقصان پہونچائیگا - اور دفتر کے اوقات میں ایسا واقعہ سخت افسوسناک ہے میرا خیال ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب کو اسکا علم ہو چکا ہے لیکن اسپر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا - کیا پوسٹماسٹر صاحب ظاہر کر سکتے ہیں کہ ایسا واقعہ دفتر میں کیوں ہوا ؟ - کیا اگر یہ واقعہ ہوا ہے تو ان کے انتظام پر اسکا اثر پڑتا ہے یا نہیں ؟ اور بھی بعض وجوہ ہیں جو بتاتی ہیں کہ امرتسر کے ہیڈ آفس کا چارج یوروپین ہاتھون میں ہونا چاہئے - جب تک یوروپین پوسٹماسٹر رہا کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا - اس لئے کہ اس قوم کو خداداد رعب حاصل ہے - اور انتظام کا خاص ملکہ اور مذاق ان میں ہوتا ہے -

آئندہ کچھ واقعات تفصیل سے بتائیں گے چنانچہ امید ہے افسران اعلےٰ پوری توجہ کر سکیں گے فی الحال یہ نوٹ اسلئے لکھا گیا ہے کہ تا ذمہ دار آفیسر بطور خود اس سوال پر غور کریں +

پیارے طالب علمو ! پڑھو صنعت و حرفت سیکھو

"نظم فریاد میز"

کیا بُری حالت میں اپنی میز ہے — شور اسکا کیا ہی درد انگیز ہے
رچ گئی ہے اسکی رگ رگ میں کہن — بال بال اسکا گرفتار محن
ہاتھہ رکھا اور چلانے لگی — بیٹھنے والوں کا سر کھانے لگی
جوڑ جوڑ اسکا ہوا ہے مجھ سے جدا — ریشہ ریشہ ہے جدائی میں مبتلا
قوت بازو جو تھی وہ ہٹ گئے — میخ فولادی جو تھی وہ سب کٹ گئے
تختہ پشت کہدیں اگر — مرد ہنسانے کی رہا کمر
منہ لگتی ہے عمر کاٹنے — تھوڑی سی حرکت سے ہو گئی ٹوٹنے
کل ہے پڑی اور چلانے کے لئے — سوز غم میں جلا مجھے نے
جسکے مارے ہو گئی ہے پرخروش — درد سے دم بھر نہیں ہے اسکو ہوش
اسکے اندر شور و شیون ہے بپا — نالۂ غم زاری و آہ و بکا
کر رہی ہے یہ زبان حال سے — جیسے بھی نجار ستار مر گئے
اس شکستہ دل کی اگر لیں خبر — رکھیں یہ دو دریغ کے سر پر پہر
جوڑ دیں اگر کچہہ ہو نصیب — سُن لیں اگر آہ و فریاد غریب
اگر یہی چندے رہی حالت مری — جان ہون گی گم مری قسمت مری

پیارے بچو تم ہی نجاری کرو
درد سے درمان بیماری کرو
صنعت و حرفت کو گر سیکھو تمام
ہم غریبوں کے بہت آئیں گے کام
صنعتوں کی گرم بازاری ہے آج
وقت نجاری و معماری ہے آج
آج نجاری اگر تم جانتے -
ہمنشیں کا کچہہ تو حق پہچانتے
سُن رہے ہو میری آہ و زاریان
سیکھتے پھر بھی نہیں نجاریان
علم میں بھی جو ہر قابل ہے
صنعت و حرفت میں بھی کچھ جوہر ہے
ثاقب گمنام میں خاص مگر
نام کو تا نہیں آتا نہیں کوئی ہنر

نوٹ :- اس میز پر پنگی اور جدید کی چھپا دینے کے سبز چادر ڈالی گئی تھی -

موسم گرما
کا
خاص تحفہ
لاجواب مرکب
مفرح دلکشا
یہ اُن قدر دانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالے کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور
جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے اسم۔ اگست کے بعد
نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ ساون کے لئے کوئی حرج نہیں ہے
(مفرح دلکشا کا نرخنامہ حسب ذیل ہے)
قیمت
ایک ڈبیہ تین روپیہ
قیمت
تین ڈبیہ آٹھ روپیہ
قیمت
چھ ڈبیہ پندرہ روپیہ
قیمت
ایک درجن ستائیس روپیہ
وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ - خوراک ۳ ماشہ - محصولڈاک بذمہ خریدار
مفرح دلکشا
مفرح دلکشا
مفرح دلکشا
مفرح دلکشا
مفرح دلکشا
مفرح دلکشا
المشتہر
حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا وغیرہ
کارخانہ رفیق الصحت لاہور

محمد کارسول نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولود مسعود کی مبارکباد

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین +

امّا بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۲ - ۳ - مئی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۷ بجے شام جناب صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ الاحد خلف الرشید حضرت حجۃ اللہ علے الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے **مولود مسعود** پیدا ہوا۔ اس ولادت باسعادت پر ہم خدا تعالےٰ کا شکر کرتے ہوئے بحضور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت اُمّ المومنین و جملہ متعلقین حضرت اقدس مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ یہ مولود خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور کئی نشانوں کا مجموعہ ہے۔ اوّلاً اس لئے کہ حضرت اقدس کی اوس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرتا ہے جو تریٰ نسلاً بعیدًا کے الفاظ میں اوس وقت ہوئی تھی جبکہ ابھی آپکی یہ شادی بھی نہ ہوئی تھی پس تیئس (۲۳) برس سال پہلے ایک کی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت میں نہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ انسان کو اپنی زندگی کے ایک لمحہ کا اعتبار بھی نہو اور پھر جبکہ **نسل** کیلئے کوئی صورت نہ ہو۔ غرض یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جو کئی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے (۱) حضرت اقدس کا زندہ رہنا۔ (۲) پھر نکاح کرنا (۳) پھر اولاد ہونا۔ (۴) پھر اوس اولاد سے حضرت کی موجودگی میں اولاد کا ہونا۔

اسکے علاوہ اس مولود کے متعلق صراحتًا بلا تاویل صاف لفظوں میں پیشگوئی ہو چکی ہے۔ جو الحکم اور بدر میگزین میں کئی مہینے پہلے شائع ہو چکی ہے اور وہ وحی ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو یوں ہوئی۔ **اِنّا نبشرک بغلامٍ۔ نافلۃً لک۔ نافلۃً من عندی۔** ہم تجکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ پھر ۱۰ - اپریل ۱۹۰۶ء کے الحکم میں یہ الہام شائع ہوا۔ **انّا نبشرک بغلامٍ۔ نافلۃً لک۔** ایسا ہی ۲۴ - اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ اَدریک ما یوضیک۔ یہ الہامات خدا تعالےٰ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں جو آج ۷ بجے پوری ہوئیں۔ اے خدا کے جری تجہپر سلام خدا نے تیری باتیں پوری کی ہیں جیسے قبل از وقت فرمایا تھا۔

ہمنے صاحبزادہ صاحب کی تقریب شادی پر مبارکباد دیتے ہوئے دلی آرزو ظاہر کی تھی کہ تریٰ نسلاً بعیدًا کی پیشگوئی پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔ اور اظہار مبارکباد کا موقع ملے۔ خدا کا شکر ہے کہ اوس نے پھر ہمیں یہ موقع دیا۔ الحمد للّٰہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

پھر ایک بار ہم خدا تعالےٰ کی حمد کرتے ہوئے **حضرت مسیح موعود** اور **حضرت ام المومنین** اور ایسا ہی اپنے محترم مخدوم جناب میر ناصر نواب صاحب اور آپ کی زوجہ محترمہ کو اس تقریب پر صدق دل سے **مبارکباد** دیتے ہیں۔ ایسا ہی ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب اور ان کے متعلقین کو۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو قوم ملک اور اسلام کے لئے نہایت ہی بر و مند اور مُبارک کرے۔ وہ والدین اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنین اور آپکے متعلقین اور خوش قسمت ننہال کے زیر سایہ خدمت دین متین میں عمر دراز پاوے۔ وہ نافع الناس ہو۔ اور ہر پہلو سے اوس کا وجود باجود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو۔ ع۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

طالبِ دعائے سحری یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

نظم مولوی عبیداللہ صاحب بسمل جو ایمپائر دقادیان جلسہ میں پڑھی گئی

لطف ایزد بیں کہ اندر یک قران کردہ قریں
راست شد تو لیکہ در قرآن خود فرمودہ بود
فاش گویم تا بدانی کیست ماہ و کیست مہر
معدلت در جہان قیصر شد و فضل حق خمیسہ
تیغ و مہدی ما کردند تسخیر قلوب
آن بود ساوَلِ صولت ایں بود داؤدِ شاں
آن مسیحا را غلام و ایں مسیحا را مثیل
آن ظہیر دولت است و ایں نصیر ملت است
قلب اعدا قلب بیجا را بہم بشگافتند
تیغ قیصر را و خامہ گشتہ مہدی را عطا
بیگمان گر تیغ قیصر محو کرد آثار ظلم
تیغ قیصر گوہر آگین است از دُرِّ عدن
صد در مکنون اگر مدفون بگنج قیصر است
بہر نشر دین و دولت درمیان ملک و قوم
از قوانین ملک را گر داد قیصر انتظام
از زمیں گر بر ثریا بُرد قیصر علم و فن
قیصر ہندوستان باشد اگر شاہِ زمن
ساخت قیصر کار دنیا راست از رائے قوی
فتنہ از قیصر بود لرزان چو برگ از مہرگان
کرد قیصر گر ہمہ را امن را خاطر نشان
عصر قیصر عہد مہدی ہر دو اندر روزگار
عہد مہدی بالیقیں از بہر امت ہیں لیسر
گر سران بر درگہ قیصر فرود آرند سر
ملک قیصر رفتہ ہمچوں صیت مہدی تا بروس
قیصر ار دارد صلیب عیسوی بر آستاں
سرکشاں بر سدّہ دیوان قیصر بوسہ زن
چوں نباز و زہرہ حاسد رود بہ سان ہمیشہ
ہست قیصر بہر نشر دین مہدی را نصیر
ملک دنیا سر بسر در دست قیصر رہن گشت
خردبیں گر قیصر از ادراک میدارد بہ پیش
ملک عالم دار دار قیصر بدولت زیر حکم
یادگار عصر قیصر ایں بود بس پائیدار
ہست مہدی راستباز و ہست قیصر راستکار
نظم کردستم بحکم حضرت شیر علی
کفش بردار جناب مہد ہستم بیگماں
ان شے مصطفےٰ یوسف لقا عیسیٰ مسیح
ناصر الاسلام محی السنۃ مصباح الہدےٰ
کاشف اسرار یوحی عارف رمز دنیٰ
کفرہا از دین جدا کردہ چو ظلمت را ز نور

آفتاب مشرق و مہتاب مغرب بر زمیں
جمع گردند مہر و مہ بدور آخریں
قیصر و مہدی کہ ایزد ہر دو را کردہ گزیں
مکرمت در ذات مہدی شد ز لطف حق عجیں
آن بعدل و این بفضل و آن بداد و ایں بدیں
ایں بود چوں ابن مریم آن چو پور آبتیں
آن شہنشہ این نبی دارا است آن عیسےٰ است دیں
ایں فراز صدر تمکیں آن فراز صدر زیں
مہدی از تیر دعا و قیصر از شمشیر کیں
آن سیاست را ضمان و این سلامت را ضمیں
حل نمودہ خامۂ مہدی ضلالت بالیقیں
خامۂ مہدی گہر ریز است از در ثمیں
صد در مضمون ہست اندر مخزن مہدی دفیں
ہر دو را اینگ عنایت کرد ایزد میگزیں
از براہیں دادہ مہدی قوم را **حبل المتیں**
علم و دیں آرد مہدی از ثریا بر زمیں
مہدی آخر زماں باشد امیر المومنیں
ساخت مہدی کار عقبیٰ راست از رائے رزیں
صلح از مہدی بود خنداں چو گل از فرد دیں
کرد مہدی بہر عالم صلح را خاطر نشیں
آن رعایا را اماں و ایں برایا را امیں
عصر قیصر مملکت را گر یسار است و یمیں
قدسیان سایند بر دروازۂ مہدی جبیں
صیت مہدی رفتہ ہمچوں ملک قیصر تا بچیں
مہدی ما دست موسیٰ دارد اندر آستیں
سرفرازان بر در ایوان مہدی بوسہ چیں
شیر حق مہدی بود قیصر بود شیر عریں
بہر نشر امن مہدی ہست قیصر را معیں
ملک دیں در دست مہدی سر بسر گشتہ رہیں
مہدی از الہام اندر پیش دارد دوربیں
ملک معنی ہست مہدی را بدیں زیر نگیں
کہ بعہدش گشتہ عیسیٰ نازل از چرخ بریں
صد تحیت باد بر مہدی بقیصر آفریں
ورنہ بسمل نیک دانی نیستم شہرت گزیں
بے نیاز ستم زبذل قیصر و فغفور چیں
خاتم ختم خلافت صاحب تاج و نگیں
نائب ختم الرسل مولےٰ امام المتقیں
عالم علم لدنی اہبطِ روح الامیں
کردہ باطل را ز حق یکسو چو موم از انگبیں

صد تحیات و صلوٰتش باد از روح القدس
صد درود و صد سلامش باد از روح الامیں

خطبۂ جمعہ ۲۵ مئی سنہ ۶ فاضل امروہی کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً

بعد خطبہ ماثورہ کے

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ولقد آتینا موسی الکتاب لعلھم یھتدون ہ وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ وآوینھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین ہ یاایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحاً انی بما تعملون علیم ہ وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون فتقطعوا امرھم بینھم زبراً کل حزب بما لدیھم فرحون ہ فذرھم فی غمرتھم حتی حین ہ

واضح ہو کہ قرآن مجید ایسا باغ سدا بہار ہے جسمیں ہزارہا درخت ہیں اور ایسے لگے ہوئے ہیں جو ہمیشہ قیامت تک طالبوں کو اپنا پہل دیتے رہیں گے اور اونکی شکل دیگر باغہائے دنیا کے کبھی اور کسیوقت خزان نہیں آئے گی ؎

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا (پ ۱۳) یعنے اے دیکھنے والے کیا تو نے نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کلمہ طیبہ کی کیسی مثل بیان فرمائی ہے کہ ہر ایک کلمہ طیبہ مانند ایسے ایک پاکیزہ درخت کی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنیاں اوسکی آسمان تک اونچی ہیں اور ہر وقت اپنا پہل دیتا رہتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے۔

ف کلمہ طیبہ سے مراد خواہ کلمہ توحید ہو یا قرآن مجید کا ہر ایک کلام یعنے ہر ایک آیت ہو وہ کلمہ حقہ دلائل قاطعہ سے ایسا حق اور ثابت ہے کہ کسی کے شبہ کرنے سے اوس میں تزلزل پیدا نہیں ہو سکتا اور کیونکر تزلزل ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ ثابت اور حق ہے اور نیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ایسا رفیع الدرجات ہے کہ اوسکی شاخیں آسمان تک پونہچی ہوئی ہیں باوجود اس کے حسب ضرورت زمانہ کے اپنے طالبوں کو انعام و اکرام یعنے وحی و الہام کے ثمرات ہر وقت عطا فرماتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوسکی یہ شان تربیت حسب مقتضائے صفت ربوبیت اللہ تعالیٰ کے اوسی کے ارادہ سے ظاہر ہوتی رہتی ہے اگرچہ دنیا میں کوئی درخت مثل کلمہ طیبہ کے تو موجود نہیں ہے مگر بلا تشبیہ لوگوں کو سمجہانے کے لئے چہوہارے کا درخت مثال کیلئے کافی ہے کہ اوس میں یہ صفات مگر صرف جسمانی طور پر واسطے مثال دینے کے موجود ہیں چونکہ انسان کے اعمال جو دنیا میں عملدرآمد کرتا ہے آخرت میں اپنی صورتون مناسب کے ساتھ متمثل ہو جاوینگے لہذا وہ مومن جس نے دنیا میں کلمات طیبات قرآنی سے فوائد حاصل کئے ہیں آخرت میں اونکا تمثل بصفت جنت اسی طرح پر ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مثل الجنۃ التی وعد المتقون تجری من تحتھا الانھار اکلھا دائم وظلھا ط تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار (پ ۱۳) چونکہ کلمات قرآنی کی تلاوت کے فوائد سے انسان ہر حالت میں یعنے قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم تمتع حاصل کر سکتا ہے اسلئے جنت کے پہلوں کی نسبت بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وجنی الجنتین دان یعنے پہل دونون جنتوں کا انسان کی ہر ایک حالت قیام و قعود وغیرہ کی قریب ہونگی۔ غرضکہ ہر ایک عمل کا تمثل جو آخرت میں ہوگا اوسکو اسی پر قیاس کرلو کیونکہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ وارد ہے۔ ایسے درختوں کی تازہ بہار اوسوقت ہر ایک اہل بصیرت کو نظر آجاتی ہے جبکہ کوئی مامور من اللہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے۔ جیسا کہ الحال بعثت مسیح موعود کے وقت میں اہل بصیرت کو وہ بہار مشاہد ہو رہی ہے ولنعم ما قیل ؎

چون بیاید بہار باز آید
موسم لالہ زار باز آید

الحاصل ان اوپر کی آیات متلوہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب توریت عنایت فرمائی تہی تاکہ وے ہدایت پاویں اور مریم کے بیٹے عیسےٰ اور اونکی والدہ مریم کو ایک نشانی بنایا تہا اور ان دونون کو ایک ایسے بڑے اونچے ٹیلے پر پناہ دی تہی جو اونکے لئے موجب قرار تہا یعنے کہانے کیلئے میوہ جات اور پینے کیلئے چشمہ جاری شیرین و خوشگوار موجود تہا۔

ف ان تینوں آیتوں میں غور کرنے سے سلسلہ محمدیہ و سلسلہ احمدیہ کے بہت سے مسائل کی حقیقت ثابت ہو جاتی ہے اول تو یہ کہ جیسا قرآن مجید میں اکثر جگہ پر ان دونون سلسلوں کی طرف کہیں تو اشارہ ہے اور کسی جگہ پر صراحت ہے جیسا کہ سورۂ جمعہ اور سورہ بینہ وغیرہ میں بیان ہوا ہے ان آیتوں میں کہلا ہوا اشارہ ان دونون سلسلوں کی طرف ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ حسب الحکم آیت زیر تفسیر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم سے پیشتر ایک سلسلہ دینی موسوی قائم کیا جسکے اول میں حضرت موسیٰ ہوئے اور آخر میں بطور نشان سلسلہ موسوی کے لئے حضرت عیسےٰ مقرر ہوئے مفسرین جو بیان آیت سے مراد یہ لکہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اسلئے نشان تہے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تہے اور حضرت مریم اسلئے نشان تہیں کہ بغیر زوج کے حاملہ ہو گئیں تہیں یا دیگر خوارق اون دونون سے صادر ہوئی تہی اسلئے اونکو آیت قرار دیاگیا مگر اس توجیہ سے کچھ بہی ثلج صدر نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عیسےٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا تو آقوام اہل کتاب کے لئے ٹہوکر کہانے کا باعث ہو گیا ہے چہ جائیکہ نشان ہو جاوے اور باعتبار خوارق کے آیات ہونا سو یہ تخصیص بہی حضرت عیسے اور مریم کے ساتھ ٹہیک نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ خود موسیٰ اور دیگر انبیاء کو بہی خوارق عادات دی گئی تہی پہر صرف حضرت عیسےٰ ہی کو بلحاظ خوارق کے آیت فرمانا چہ معنی دارد علاوہ یہہ کہ پارہ ۱۷ - رکوع ۶ میں فرمایا گیا ہے کہ وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین غور کرو کہ حضرت عیسےٰ کی حیات تک تو چند حواریوں نے ہی حضرت عیسےٰ کو مانا تہا اور بعد اون کی وفات کے اون کے متبعین نے اسقدر غلو کیا کہ آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے لگے تو پہر کیا چند حواریون کے ایمان لانے کو یا بعد اون کی وفات کے ایک عالم کے مشرک ہو جانے کو کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ یا اون کی والدہ تمام عالموں کے لئے نشان الٰہی تہیں غرضکہ ان اعتبارات سے تو ہرگز ہرگز حضرت عیسیٰ یا اون کی والدہ تمام دیگر انبیاؤن کو چہوڑ کر نشان الٰہی مخصوص طور پر نہیں ہو سکتے ہیں مراد الٰہی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں یہہ امر مقرر ہو چکا تہا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین سید المرسلین کا سلسلہ دین اسلام بلحاظ خلافت کے مثل سلسلہ موسوی کے جاری ہوگا مگر جب تک کہ مشبہ بہ کی حد ابتدائی اور حد انتہائی نہ مقرر کی جاوے تب تک مشبہ کو مشبہ بہ کے ساتھ کیونکر تشبیہ دے سکتے ہیں اور سراس امر کا کہ حضرت موسیٰ سے ہی یہاں اس سلسلہ بنی اسرائیل کا ابتداء کیون لیا گیا یہہ ہے کہ پہلی قومیں یعنے قوم نوح و قوم ہود و قوم صالح اور قوم لوط وغیرہ پہلے ہلاک ہو چکی تہیں جیسا کہ سورہ قصص میں بہی اسکا بیان ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ پر فرماتا ہے ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولیٰ۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے مطابق حد ابتدائی اوس سلسلہ کی حضرت موسیٰ کو قرار دیا جسکی نسبت فرمایا گیا ولقد آتینا موسی الکتاب لعلھم یھتدون اور چونکہ سلسلہ محمدیہ کی نسبت پیشگوئیاں بہی کتاب توریت میں بہت کثرت سے فرمائی گئی ہیں لہذا لفظ یھتدون کا اشارہ اس طرف ہوا کہ اس کتاب توریت سے اہل کتاب کو سلسلہ محمدیہ کی طرف اپنے وقت میں ہدایت حاصل ہو جاوے کیونکہ سلسلہ موسوی سلسلہ محمدیہ کے لئے بطور تمہید کے قائم کیا گیا تہا لہذا آخری سلسلہ موسوی کے حد یا نشان کو حضرت عیسے اور مریم کے ساتھ مقرر فرما دیا کہ جس طرح سلسلہ موسوی کا انتہا حضرت عیسےٰ تک ہوا۔ سلسلہ محمدیہ کا انتہا بہی مسیح موعود تک ہی ہوگا اور پہر اوسی کے آخری زمانہ میں غلو اوسے شروع ہو جاوے گا جس میں کثرت سے دنیا پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی کیونکہ اس زمانہ آخری میں اتمام حجت اللہ کا ہو چکا ہو چکا اسلئے دیکہو اب اس زمانہ میں دنیا کا رنگ ایسا بدلا ہوا ہے کہ طاعون قحط زلازل اور آتش فشانی وغیرہ وغیرہ سے تمام عالموں پر تباہی اور ہلاکت نازل ہو رہی ہے جو پہلے زمانوں میں ایسی تباہی اور ہلاکت تواریخ سے معلوم نہیں ہوتی اور تمام حکما اور فلاسفر بہی چلا اوٹہے ہیں کہ زلزلوں کی ان ابتلاؤں میں بہ نسبت زمانہ سابق کے بدلا ہوا ہے اور چونکہ وہ مجدد عظیم الشان مظہر رحمۃ للعالمین جو بنام عیسےٰ کے مبعوث ہوا ہے اوس کی تبلیغ تمام عالموں میں اور اقطار بعیدہ عالم میں بذریعہ اشتہارات و رسائل و کتب کے پونہچ گئی ہے اور نیز جو غلو کہ و بدعات حضرت عیسےٰ یا حضرت مریم کی نسبت کئے جاتے ہیں اونکی براءت ان تمام امور شرکیہ بدعتیہ سے اپنے نشانات اور خوارق عادات کے ساتہ بہی اس مسیح موعود نے تمام دنیا میں شائع کردی اس اعتبار اور لحاظ سے حضرت عیسے اور مریم کا تمام عالموں کے لئے بذریعہ مسیح موعود نشان ہو جانا ظاہر ہے پس اس اعتبار سے آخر یا یوں خاتم الخلفا کا بنام مسیح و عیسیٰ اس امت [illegible] مبعوث ہونے کا [illegible] ما وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین کے مضمون کو پورے طور پر صادق کر دیا اور یہ نکتہ ہے کہ آیت زیر تفسیر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ کے درمیانی انبیاء کو مذکور نہیں فرمایا کیونکہ مقصود تو صرف حد بندی اول و آخر سلسلہ موسوی کی مقصود علم الٰہی واسطے مشابہت سلسلہ محمدیہ کے ہے وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ۔ ہمارے مفسرین پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے کہ باوجودیکہ ظہور حضرت عیسیٰ کو منجملہ آیات کبریٰ قیامت کے مانتے تہے مگر انہوں نے آیت زیر تفسیر میں حضرت عیسیٰ کو اس لحاظ سے آیت ہونا تحریر نہیں فرمایا کسی نے باعتبار دعوت پیغمبری کے آیت قرار دیا ہے حالانکہ اسی دلیل

... جو حسب استعدادی اور کسی نے ظہور خوارق کے اعتبار سے اون کو آیت کہیں ہے حالانکہ حضرت موسیٰ وغیرہ بھی تو اس لحاظ خوارق سے ایک بڑی آیت تھے اور ظاہر ہے کہ آیت یا نشان کا مقرر کرنا بوقت حاجت کے ضروری ہی ہوتا ہے۔ دیکھو گورنمنٹ ارضی بلکہ رعایا بھی جب کسی زمین یا زمانہ کی حد بندی کرنا چاہتے ہیں تو اوسکے لئے ایک نشان مقرر کر دیتے ہیں پس اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے سلسلہ موسوی کے آخر زمانہ کی حد بندی کے لئے حضرت عیسیٰ کو ایک نشان مقرر دیا ہے تاکہ سلسلہ محمدیہ کی تشبیہ اوس سلسلہ موسوی کے ساتھ دی جاوے آیت استخلاف اور آیات سورہ تحریم بھی اسی امر کی ناظر ہیں اون پر غور کرنے سے اس مراد الہٰی کی حقیقت بخوبی ثابت ہو جاتی ہے دیکھو سال و ماہ و ہفتہ جات و ایام و ساعات کی حد بندی بھی کی گئی ہے کما قال اللہ تعالےٰ قل ھی مواقیت للناس والحج اسیطرح میقات دورہ محمدی و احمدی کے تشبیہ کے لئے میقات دورہ موسوی قایم کیا گیا۔ نکتہ قابل یادداشت اس آیت میں حضرت عیسےٰ اور مریم دونوں کا ذکر ہے مگر دونوں کے لئے بصیغہ مفرد لفظ آیت کا فرمایا گیا اور صیغہ تثنیہ یعنے آیتین ارشاد نفرمایا تاکہ جعلنا کا مفعول اول اور ثانی میں موافقت ہو جاتی سر اسمیں یہی تہا کہ اصل مقصود ذکر کرنے سے عیسیٰ و مریم سے آخری سلسلہ کا عیسیٰ اور مریم ہے اور وہ تو ایک ہی شخص ہے کما مر بیانہ پس چونکہ آخری عیسےٰ و مریم ایک شخص ہی ہے یعنے وہی عیسےٰ ہے اور وہی مریم ہے اور نفخ روح کے بعد وہی مریم عیسےٰ ہو گیا ہے لہذا اسی آخری عیسیٰ اور مریم کے واحد ہونے کے لحاظ سے لفظ مفرد آیت کا اختیار فرمایا گیا اور یہہ تو سابق میں مذکور ہو چکا ہے کہ پہلے حضرت عیسےٰ اور مریم کا آیت للعالمین ہونا موقوف ہے آخری عیسیٰ و مریم کے وجود پر پس یہی مراد ہے اس شعر سے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اوس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

چونکہ علم الٰہی میں مسیح موعود کی بعثت ہندوستان ملک پنجاب میں ہونے والی تہی اسلئے پہلے عیسیٰ اور مریم کے قرارگاہ کے لئے بھی ہندوستان ہی سری نگر کشمیر تجویز فرمایا گیا تاکہ یہ امر مسیح موعود کے لئے بطور ایک مقدمۃ الجیش کے واقع ہو۔ مفسرین رحمہم اللہ کا اختلاف ربوہ کے تعین میں اسقدر ہے کہ سے شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا مصداق ہے مہذا ایسا کوئی اختلافی قول ایسا نہیں جس سے کلام الٰہی کے معنے ٹہیک معلوم ہو جاویں جیسے ازالۃ الوساوس وغیرہ میں ثابت کر دیا ہے کہ مراد ربوہ سے سری نگر کشمیر ہے وہاں پر چشمہ ہائے شیریں اور خوشگوار کا جاری ہونا تو ہر شخص جانتا ہی ہے لیکن ذات قرار اور ربوہ ہونا اوسکا بھی واضح ہے اور آوا جسکے معنی ہیں مصائب اور تکالیف سے پناہ دینا اور بچانا سو یہ آوا بعد واقعہ صلیب کے واقع ہوا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کی وفات بھی وہیں سری نگر میں ہوئی اور قبر بھی وہیں موجود ہے دیکھو ہمارے رسایل کو ربوہ کے معنوں پر یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آوا اگر واقعہ صلیب سے پیشتر ہوا ہے تو نہ ایوا کا مضمون صادق آیا اور نہ اوس ربوہ کا ذات قرار ہونا حضرت عیسےٰ کی نسبت ٹہیک ہوا کیونکہ اوس کے بعد واقعہ صلیب پیش آگیا اور اگر بوقت صلیب یا بعد صلیب یہ آوا واقع ہوا تو آسمان پر رفع ہونا حضرت عیسےٰ کا محض غلط ہو گیا کیونکہ آسمان کو ربوہ ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتے فالان حصحص الحق والحق یعلو ولا یعلی تفسیر ابو السعود میں لکہا ہے۔

ذات قرار ای مستقر من ارض منبسطۃ سہلۃ یستقر علیہا ساکنوھا وقیل ذات ثمار و زروع لاجلہا یستقر فیہا ساکنوھا ومعین ای وماء معین ظاھر جار فعیل من معن الماء اذا جری واصلہ الابعاد فے المشی او من الماعون وھو النفع لانہ نفاع او مفعول من عانہ اذا ادرکہ بالعین فانہ لظھورہ یدرک بالعیون وصف ماءھا بذلک للایذان بکونہ جامعا لفنون المنافع الی آخرہ

اب فرمایا جاتا ہے کہ اے مجموعہ پیغمبران ستہری چیزیں کہاؤ اور نیک عمل کرو بیشک تم جو کچہہ عمل کرو گے میں اون سب سے خبردار ہوں اور یہ گروہ تمہارا ہی گروہ ہے یعنی اصل دین کے اعتبار سے ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا سب کا پروردگار ہوں تو مجہہ سے ہی ڈرتے رہو۔

ف چونکہ آنحضرت صلعم میں وہ تمام فضایل جو پہلے انبیاؤں میں تہے موجود تہے لہذا آنحضرت صلعم کے خطاب میں صیغہ جمع کا لایا گیا ولنعم ماقیل ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور چونکہ اقوام عیسائیان نے رہبانیۃ کو اختیار کر کے اچہی اچہی حلال چیزوں کا کہانا ترک کر دیا تہا لہذا رہبانیہ عیسائیان کو یہاں پر رد فرمایا گیا اور بصیغۂ امر ارشاد کیا گیا کہ عمدہ اور حلال اشیاء خوردنی لذیذ و مرغوب الطبع کہایا کرو کیونکہ تمام رسولوں کو اپنی اپنی وقت میں ہمارا یہی امر صادر ہوا ہے اور فطرت انسانی کے ساتہہ یہہ امر نہایت درجہ مطابقت رکہتا ہے اور موجب محبت و شکر الٰہی کا بہی یہی امر ہے ہاں اس میں افراط منع ہے اس لئے اس امر کے ساتہہ ہی واسطے دور کرنے غفلت کے کہ عبادات الٰہیہ میں واقع ہو ارشاد فرمایا گیا کہ عمدہ اغذیہ حلال و طیبات کا استعمال واسطے حصول قوت کے ہے تاکہ عبادات بجا لائے جاویں اس لئے ان عمدہ اغذیہ حلال کا شکریہ یہہ ہی ہے کہ اعمال صالحہ بجا لاتے رہو تاکہ بحکم لئن شکرتم لازیدنکم کے ان تمہاری نعمتوں میں ہماری طرف سے زیادتی ہوتی رہے ولنعم ماقیل ؎

شکر نعمت نعمتت افزون کند
کفر نعمت نعمتت بیرون کند

اور چونکہ اللہ تعالےٰ کے علم میں یہ بات مقرر ہو چکی تہی کہ آخر زمانہ مسیح موعود میں طیبات اور اغذیہ حلال مستلذات کی ایسی کثرت ہوگی جسکی نظیر تواریخ سنین ماضیہ میں موجود نہیں اور اون مستلذات کے استعمال پر اکثر ایسے لوگ جو عیسائی رہبانیۃ کی طرف میلان طبع رکہتے ہیں معترض ہوں گے لہذا حضرت عیسےٰ کے تعقب کے بعد جو امت محمدیہ کے مسیح موعود کا مشبہ بہ ہے اس حکم کا صادر فرمانا نہایت مناسب ہوا تاکہ ایسے زمانہ میں اغذیہ حلال مرغوب الطبائع اور مستلذات کے استعمال کو کوئی شخص بعید الطبع حرام اور ناجائز نہ سمجہے کیونکہ اصل مقصود تو اعمال صالحہ کا بجا لانا ہے اور اون اعمال کے بجا لانے کی قوت ان اغذیہ مستلذات سے حاصل ہوتی ہے اور صیغہ جمع یعنی یا ایہا الرسل کا ارشاد فرمانا بہی بموجب الہام جری اللہ فی حلل الانبیا کے نہایت مناسب ہوا واضح ہو کہ رہبانیہ کا رد دوسری جگہ پر بہی قرآن شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامہ کذالک نفصل الآیات لقوم یعلمون ۝ ولنعم ماقیل ؎

چو کچہہ کہ جہان میں ہے سب انسان کیلئے ہے
آراستہ یہ گہر اسی مہمان کے لئے ہے

دیکھو الہام لولاک لما خلقت الافلاک کو اور اسی کے مؤید ہے الہام یاتیک من کل فج عمیق وغیرہ وغیرہ آخر میں جو صفت علیم کا ذکر فرمایا گیا وہ اس لئے کہ تمہارے اون سب اعمال کا علم اور اون سب کی مجہکو خبر ہے جو موجب مزید نعمت کے میرے نزدیک ہیں اور حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت عیسےٰ تک جسقدر انبیاء و اولیا گذرے ہیں وہ سب کے سب نے مجموعہ رسل تمہاری ہی امت ہے اور تمہاری امت کے ساتہہ بالکل متحد ہے کیونکہ امت موسوی تو واسطے تمہاری امت کے بطور تمہید کے ہے۔ جن دونوں کا خاتمہ مسیح موعود پر ہوا اور اب اس زمانہ مسیح سے زمانہ نفخ اولے کا شروع ہو گیا کیونکہ مسیح محمدی کو آیات کبرے علامات قیامت کبرے سے گردانا گیا تہا پس سلسلہ موسوی اگرچہ مشبہ بہ سلسلہ محمدیہ کا ہے مگر وہ بطور ظل کے تہا اور یہ بطور اصل کے قرار دیا گیا ؎

آنکس ست اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجا است

اگر کہا جاوے کہ تشبیہ تو مقتضی ہے کہ مشبہ بہ افضل ہو اور مشبہ مفضول تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ امر ہر جگہ پر ضروری نہیں جیسا کہ صیغہ درود شریف میں وارد ہے

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید - اور ہم دریافت کرتے ہیں کہ زید کالاسد میں کیا زید سے اسد افضل ہے کلا و حاشا دیکہو فرمایا اللہ تعالےٰ نے ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر و رزقناھم من الطیبات وفضلناھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا پس ثابت ہوا کہ ہر جگہ پر مشبہ میں صفات مشبہ بہ ہی ہوں اور اون سے کم [illegible] ذاتی صفات بہی ہوں۔ اور یہ فضیلت امت محمدیہ کو اوپر امت موسوی کے اسواسطے دی گئی کہ میری صفت ربوبیت کی تمیر ایک خاص طور پر تجلی ہوئی ہے کما قال اللہ تعالےٰ ورحمتی وسعت کل شیء فسا کتبھا للذین یتقون ویوتون الزکوۃ والذین ھم بآیاتنا یومنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل پس بلحاظ ان انعاموں کے تمکو چاہئے کہ مجہہ سے ہی ڈرو اور کامل تقوے کو اختیار کرو تاکہ باعث مزید انعامات کا ہو۔ نکتہ قابل یادداشت اسجگہ پر یہہ ہے کہ ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ قرآن مجید میں صرف دو جگہ پر آیا ہے اول تو یہی مقام ہے جسمیں ذکر مریم و عیسےٰ کا ہے۔ دوسری جگہ پ ۱۷ میں ہے وہاں پر بہی مریم اور عیسےٰ ہی کا ذکر ہے اس میں سر یہی ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت میں بنام مریم اور عیسیٰ آنیوالا تہا اسلئے ارشاد فرمایا گیا ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ اسی لئے دیگر انبیاؤں کی نسبت یہہ ارشاد نہیں ہوا اگرچہ وہ سب بہی حضرت ہی کی امت ہیں مگر اون کے نام کے ساتہہ اس امت میں کوئی مبعوث نہیں ...

اور یہی مراد تھی مریم اور عیسے کی آیۃ للعالمین ہونے سے والحمد للہ پس جو شخص کہ اس عیسے محمدیہ کا انکار کرتا ہے وہ بالضرور عیسیٰ ابن مریم کا بھی مکذب ہے بلکہ اس انکار سے کل سلسلہ موسوی کا انکار لازم آتا ہے اور پھر یہہ انکار اون تمام آیات کے انکار کا مستلزم ہے جنمیں قصہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسے کا بیان فرمایا گیا ہے فنعوذ باللہ منہا۔

اب اسباب ضرورت قرآن مجید اور ضرورت بعثت خاتم النبیین سید المرسلین کو بیان فرمایا جاتا ہے کہ پھر لوگوں نے آپس میں پھوٹ کر کر اپنی اپنی کتابیں جدا جدا بنالی ہیں ہر ایک فرقہ جو اوسکے پاس رطب و یابس ہے اوس میں خوش ہو رہا ہے۔ اور تم اے پیغمبر ایک وقت تک ان لوگوں کو اون کی غفلت میں چھوڑ دو۔

ف۔ یعنے یہہ پھوٹ اور تفرقہ انبیا علیہم السلام کیطرف سے نہیں تھا۔ تقطعوا چونکہ باب تفعل سے ہے اسلئے اوس میں ایک قسم کا مبالغہ موجود ہے کہ لوگوں نے بڑی شدت کے ساتھ اختلاف پیدا کر لیا حتی کہ مختلف کتابیں بنالیں کیونکہ زبر جمع زبور کی ہے جس سے مراد وہ تورات [illegible] ہو سکتی ہے اور اس شدت اختلاف کو مستحق [illegible] کیا ہوا ہے کہ ہر ایک فرقہ نے جو اپنے [illegible] میں قرار دے لیا ہے خواہ کیسا ہی باطل ہو اوسی کو حق سمجھ رہا ہے اور اوسکے غیر کو باطل اعتقاد [illegible] اور بعثت خاتم النبیین صلعم کی پیغمبر ایک درجہ پر متوجہ نہیں ہوتا۔ اسلئے آنحضرت صلعم کی تسلی اور تشفی کیلئے اور مخالفین کے وعید کیواسطے ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ ایک وقت خاص تک ان کو اپنی جہالت میں پڑے رہنے دو وہ وقت قریب آتا جاتا ہے کہ یہ خود [illegible] وعد اللہ اذا جاء کا نظارہ جلوہ گر ہوگا اور مخالفین ہلاک و تباہ ہو جاوینگے۔

چنانچہ اس نظارہ کو آنحضرت صلعم نے اپنی حیات میں ملاحظہ فرمالیا۔ اس آیت میں ایک لطیف پیشگوئی بھی مندرج ہے کہ جس طرح اس شدت اختلاف کے وقت میں ضرورت آپکی بعثت کی واقع ہوئی اسیطرح آخر زمانہ میں بھی نہایت شدت کے ساتھ یہہ اختلاف پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں گویا یہہ کلام نبوت بھی ارشاد فرمایا گیا ہے تفرقت بنو اسرائیل علی احدی وسبعین فرقۃ فہلکت سبعون و خلصت فرقۃ وان امتی ستفترق علی اثنین وسبعین فرقۃ فتہلک احدی وسبعون فرقۃ وتخلص فرقۃ واحدۃ الحدیث۔ پس وہی اختلاف شدید اس آخری زمانہ میں بھی موجود ہے اسلئے سخت ضرورت واقع تھی کہ ایک مجدد عظیم الشان الحکم العدل ہو کر مبعوث ہوئے۔ چنانچہ یہ مجدد و مہدی معہود و مسیح موعود عین اپنے وقت پر مبعوث ہو گیا والحمد للہ۔

غرضکہ جس طرح پر وقت بعثت حضرت خاتم النبیین کے مضمون آیت زیر تفسیر کا واقع ہو رہا تھا اس زمانہ آخری میں بھی بعینہ وہی مضمون واقع ہو رہا ہے اور جسطرح فذرھم فی غمرتھم حتی حین اوسوقت میں فرمایا گیا تھا بسبب شدت عناد مخالفین کے اس زمانہ میں بھی الہام الٰہی ہوا کہ یا علی دعھم وانصارھم وزراعتھم اور بالآخر حتی حین کی تفسیر فعلی میں آسمانی بلائیں طاعون و زلازل و آتش فشانی قحط وغیرہ وغیرہ نازل ہونے شروع ہوگئیں اور یہانپر بھی حتی حین کا ارشاد آموجود ہوا الفاظ حین میں جو تنوین تنکیر کی ہے وہ اوس حین کے عظیم الشان ہونے پر دال ہے اور فی الحقیقت یہہ زمانہ باعتبار مصائب اور بلاد کے ایسا سخت زمانہ ہے جو اجاد والے بھی بلحاظ زمانوں سابقہ کے اس کی شدت کی نسبت شہادت دے رہے ہیں۔ اللہم احفظنا من کل بلاء الدنیا و عذاب الآخرۃ

محمد احسن ۲۵ مئی روز جمعہ ۱۹۰۶ء

درخواست دعا کی کل احباب جماعت سے

جو صاحب اس مضمون کو مطالعہ فرماویں واضح ہو کہ خاکسار کی طبیعت حسب سے کہ اعلام الناس حصہ اول و دوم و سوم بمقام بھوپال تصنیف کیا کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ قرآن مجید کی جس آیت کو بیان کیا جاتا ہی یا اوس کی تفسیر لکھی جاتی ہے میرا ذہن فوراً حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا کیطرف ایسا منتقل ہو جاتا ہے کہ اوس آیت سے ثبوت کامل حقیت اس سلسلہ احمدیہ کا جلی طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خاکسار کے رسائل و کتب مصنفہ اور ضعفاء ناظرین کو یہہ امر ظاہر ہوا ہوگا اور اس انتقال ذہن کے بے سبب کثرت کے ساتھ دلائل بھی علوم الہیہ سے اور نیز سباق و سیاق آیت متعلق سے و دیگر آیات مفسرہ سے معلوم ہو جاتے ہیں لہذا الحکم واما بنعمۃ ربک فحدث کے اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے اور ناظرین سے دعا کی درخواست ہے کہ وہ یہ دعا کریں کہ

خاکسار کو اللہ تعالیٰ مصداق حضرت اقدس کے اوس مکاشفہ کا کر دیوے جو براہین کے صفحہ ۲۵۳ حاشیہ میں لکھا ہوا ہے۔ وہی ھذا

"اب ایک چوتھی رؤیا بھی آپ کی تسلی کامل کے لئے بیان کرتا ہوں تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا اور کھانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلف اور با محبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں۔ اور بعد اوسکے اوسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھ رہا ہے میں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول دالان میں خوشدلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اوس میں بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے ہے اور حضرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے اون کی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں چنانچہ سید صاحب نے اوس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے اون مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ اون کے لئے مقرر ہیں اور اوس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالیٰ کیطرف سے سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جس میں خدا تعالیٰ کیطرف سے یہہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی ھو منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فکاد ان یعرف بین الناس۔ یعنے وہ مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جاویگا یہہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی القا ہوا چونکہ مجھکو اس روحانی علم کی اشاعت کا ابتدا سے شوق ہے اسلئے یہ خواب اور یہ القا بھی کئی مسلمانوں اور کئی ہندوؤں کو جو ابتک قادیان میں موجود ہیں اوسیوقت بتلایا گیا۔ اب دیکھئے کہ یہہ خواب اور یہ الہام بھی کسقدر عظیم الشان اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور گو ابھی تک (یعنی جلد سوم براہین کے لکھنے تک) یہہ پیشین گوئی کامل طور پر پوری نہیں ہوئی مگر اسکا اس وقت پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہئے کیونکہ خدا کے وعدوں میں ممکن نہیں کہ تخلف ہو" انتہی صفحہ ۲۵۳ براہین۔

اللہم اجعلنی مصداقا لھذا الرجل السید۱) الذی اری اللہ للمسیح الموعود آمین یا رب العالمین۔ فآمنوا ایہا الاحباب۔

۱) دیکھو تحذیر المومنین وغیرہ کو کہ اوس میں قریب ساٹھ اولیاء اللہ کے نام اور اون کے فضائل لکھے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے فضائل بھی اس میں موجود ہیں۔ ۱۲ منہ

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم مکرم جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بموجب ریزولیوشن عدد ۲ جو الاخوان کلب لاہور منعقدہ ۶ مئی ۱۹۰۶ء میں باتفاق رائے پاس ہوا۔ مجھے کارروائی ٹی پارٹی جو الاخوان کلب کیطرف سے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کو بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۰۶ء بوقت ۷ بجے شام برمکان خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ لاہور دی گئی۔ اخبار الحکم میں شائع کرنے کی غرض سے ارسال خدمت عالی کرنے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ اشاعت میں درج فرما کر مشکور فرماوینگے۔

(۱) حسب تجویز سید غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری انجمن الاخوان و بتائید جملہ حاضرین اس جلسہ کیلئے ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور میر مجلس مقرر کیے گئے۔

(۲) سب سے پہلے حسب معمول باجازت پریزیڈنٹ صاحب چوہدری فتح محمد خاں صاحب نے قرآن خوانی سے افتتاح جلسہ کیا۔

(۳) پھر سید غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری نے ایڈریس جو اس موقعہ کیلئے اسسٹنٹ سکرٹری نے تیار کیا تھا۔ پڑھ کر سنایا۔

(۴) اسکے بعد مولوی احمد حسین صاحب نے فضائل اسلام پر ایک طول طویل لیکچر سنایا اور اپنی نظم نعتیہ پڑھی۔

(۵) پھر مرزا صاحب موصوف نے صدر جلسہ اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کرنیکے بعد اپنے شستہ خیالات اور قیمتی نصائح سے جملہ حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

(۶) اخیر پر حاضرین کی چاء اور پھل سے تواضع کی گئی۔ اور جلسہ دعا کے بعد برخاست ہوا۔

تعداد حاضرین جلسہ کی قریباً پچاس تھی۔ ایڈریس جو صاحب موصوف کی خدمت میں کیا گیا حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے معزز بزرگو۔ بھائیو۔ اور دوستو۔ السلام علیکم۔ غالباً آپ سب صاحبان کو معلوم ہوگا کہ آج کا یہ مجمع کس غرض سے منعقد ہوا ہے۔ میں مختصراً اتنا عرض کر دینا ضروری

سمجھتا ہوں۔ کہ آج ہم ایک معزز بھائی کو جو نہ صرف دنیوی لحاظ سے با وفا۔ اور صاحب جاہ ہیں۔ بلکہ تعلیم اسلام کے بھی درخشندہ نمونہ ہیں دلی ارادت سے خوش آمدید کہنے کو ہیں۔ اس بزرگ سیرت جوان صورت اور عالی ہمت سے آپ لوگوں کو انٹروڈیوس کرانیکے لئے صرف اتنا کہدینا کافی ہے۔ کہ آپ تبصرت ایوب مرحوم کے مصنف ہیں۔ اور حضرت کریم الملّت مرحوم مغفور نور اللہ مرقدہٗ کے حالات قدسی آیات کے مرتب کرنیوالے ہیں۔ جو لوگ قومی جرید سے مطالعہ کرتے ہیں۔ انہیں یہ امر بخوبی معلوم ہے۔ میں انہیں تمہیدی جملات میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ لہذا خود اپنی اور آپ سب صاحبان کی طرف سے بالعموم اور ممبران الاخوان کلب کیطرف سے بالخصوص انکو دلی جوش سے خوش آمدید کہتا ہوا عرض حال کی جرأت کرتا ہوں۔

جناب والا۔ اول اظہار ارادت کیلئے ایک رباعی پڑھتا ہوں ؎

للہ الحمد کہ اپنا ہی نصیب جاگا
بعد مدت کے وہ مہر تجم چہکا یار ملا
تیرے آنیکی خبر پاتے تو یون دل کہا
مرحبا آمدنت باعث آبادی ما

اما بعد میں انجمن الاخوان کیطرف سے ایک دفعہ پھر ارادتمند اور جوش سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم ہم سب کو ابتلاؤں اور جملہ آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے۔ اور ہر ایک آزمایش کے وقت ہمیں فوق العادت استقامت اور حوصلہ بخشے۔ اور اپنے مامور و مرسل کے کامل اتباع کی توفیق دے۔ آپ ایسے درخشندہ نمونے اور قابل تعظیم بزرگوں کو ہم میں دیر تک قایم رکھے۔ اور ہمیں شوق اور توفیق دے۔ کہ ہم بھی آپ کی طرح اسلام کے سچے جان نثار اور اللہ تعالےٰ کے پورے فرمانبردار بندے بنیں۔ اور جوش دل سے پکار اٹھیں ؎

سر جییت تا بطاعت او برزمین نہیم
جان در رہش دریغ نباید نثار کرد

ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

بزرگوارا۔ جب سے آپ تشریف لائے ہیں لاریب ہمارے حوصلے اور ارادے بہت بلند ہو گئے ہیں اور ہم اس وقت سے آپ کے اور جملہ احمدی بزرگوں کی سرپرستی میں آکر کچھ فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیا عجب جو آپ کا بزرگانہ سایہ ہماری امیدوں کو زیادہ کرتا ہوا ہمارے دل بھی بڑہاوے۔ اور توفیق ایزدی رفیق حال ہو تو ہم اپنے ارادوں میں بھی کامیاب ہوں۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے۔ کہ جس چھوٹی سی جماعت کے اہتمام سے آج جناب کو خوش آمدید کہنے کے لئے جملہ احباب جمع ہیں۔ وہ احمدی طلباء کا الاخوان کلب ہے۔ اسوقت تک اسکی حالت ایک کم عمر بچے کی سی ہے جسے ذراسی بد پرہیزی سے بیماری آچمٹتی ہے۔ اور چونکہ آپ نہ صرف جسمانی کمزوریوں کے معالج ہیں۔ بلکہ خدا کے برگزیدہ مسیح (خدا کی بے شمار نفرتیں اور تائیدیں اسکے ساتھ ہوں) کے پاک ہاتھوں سے ان کے دار الصحت میں رہ کر خود صحت یاب ہو چکے ہیں اور روحانی بیماریوں سے واقفیت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اسلئے استدعا ہے کہ اس مختصر سی جماعت کیطرف توجہ فرماویں۔ تاکہ اس کی کوششیں بارآور ہوں۔ اور آیندہ کے لئے ہمت زیادہ ہو۔ شاید اس قسم کی باتیں ایک مجانہ اور ارادتمندانہ ایڈریس میں زیادہ موزون ہوں لیکن اس سے بہتر موقع ملنا آسان نہیں۔ لہذا اس سے فائدہ اٹھانے میں تامل کرنا سخت غلطی ہے۔ پس میں بسبیل ایجاز اس انجمن کی حالت اور اسکے اغراض و مقاصد سے عرض خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

گرامی قدرا۔ چونکہ آپ ایسے مہربان بزرگ کے آنے پر ہماری امیدیں زیادہ خوشگوار ہوگئی ہیں۔ اسلئے دلی جوش مجبور کرتا ہے۔ کہ احوال دل آپ کے سامنے عرض کر دوں۔ مگر آپ کے ملنے کی خوشی اسقدر ہے۔ کہ وہ سب مضمون اس جلسہ میں آپکی صحبت دیکھکر بھول بھول جاتا ہوں۔ بہرکیف ضبط کو کام میں لاکر عرض مدعا کرتا ہوں:۔

میں اسوقت جملہ بزرگان قوم سے جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ اور اس قسم کے کاموں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس انجمن کی سرپرستی قبول فرماویں۔ میرا روئے سخن صرف جناب میرزا صاحب ممدوح کیطرف ہی نہیں۔ بلکہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر سب کی طرف ہے۔ مدت سے آرزو تھی۔ کہ کسی تقریب پر ہمارے احمدی بزرگ جمع ہوں۔ اور ان کی خدمت میں عرض کیا جاوے۔ انکی ہمدردی سے اپیل کیا جاوے۔ کہ وہ ہمارے سرپرست بنکر ہماری حوصلہ افزائی کریں۔ یاد رکھئے گا ؎

یہ تکلف تو اک بہانہ تھا
مدعا حال دل سنانا تھا

سو الحمد للہ ہمارے مکرم مہربان میرزا یعقوب بیگ صاحب کی آمد ہمارے لئے برکت کا باعث ہوئی۔ اور کشت امید میں ابر بہاری برس گیا۔ اور جس موقعہ کی مدت سے آرزو تھی۔ نصیب ہوا۔ گویا ہمارے گلشن میں ان کی آمد آمد فصل بہار ہے ؎

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

اسوقت میں یہ ظاہر کر دینا بھی فرض سمجھتا ہوں کہ اسوقت تک اس انجمن کی سرپرستی اخلاق مجسم نیک سیرت۔ پاکیزہ باطن۔ عالیقدر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب فرماتے رہے ہیں۔ اور میں انجمن کیطرف سے انکا نہایت جوش سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انکی ذات سے انجمن میں نئی روح پھونکی گئی ہے۔ اور دعا ہے۔ کہ جسطرح انہوں نے ہمارے مقاصد میں کامیابی کے لئے جو فی الحقیقت قوم کے مشترکہ مقاصد ہیں۔ ہمیں مدد دی ہے۔ اور سرپرستی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ ان کا معین و ناصر ہو۔ اور ان کو تمام ارادوں میں کامیابی ہو۔ اور خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کے نیک نمونے کی پیروی کریں۔ ہمارے کلب کے مقاصد حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اس انجمن کا مقصد جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ "کل مومن اخوۃ" کے مفہوم صحیح کو پورا کرنا ہے۔ اور برادران طریقت میں ہمدردی اور اخوت کی روح پھونکنا ہے۔

(۲) ہمارے بھائی جو مختلف کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان کے مل بیٹھنے کی سبیل نکالنا۔ اور نہ صرف تبادلہ خیالات سے فایدہ اٹھانا۔ بلکہ بعض لایق اور قابل بھائیوں کی معلومات دینیہ اور کثرت علمیہ سے فایدہ اٹھانا۔

(۳) کتب سلسلہ احمدیہ اور دیگر ضروری کتب مہیا کرکے ایک ریڈنگ روم قایم کرنا۔ جس سے توسیع معلومات میں امداد ملے۔

(۴) شائقین کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے سہولیت بہم پہونچانا۔

بالآخر خلوص دل سے پھر آپ کو نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ جملہ حاضرین کیطرف سے بھی خوش آمدید کہتا ہوا بارگاہ رب العزت میں دعا مانگتا ہوں۔ کہ مولا کریم ہمیں ہمیشہ اسیطرح مل بیٹھنے کی توفیق دے۔ ہم نیک ہوں۔ ہماری مرضی تیری رضا کی تابع ہو۔ تیرے پیارے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہمارا طرز عمل ہو۔ زبان پر تیرا ذکر دل میں تیرا ہی خیال ہو۔ سر میں تیرا ہی سودا ہو۔ پاؤں تیری راہ میں چلنے سے نہ تھکیں گویا ہم پکے مسلمان اور سچے فرمانبردار بنیں۔ آمین۔ مولیٰ کریم ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے فضل کے وارث بنیں۔ او مرسل کے قدموں میں جان دیں۔ ربنا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔

ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین۔ و اجعلنا للمتقین اماما۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین ثم آمین۔ ؎

ما دائے مطلب دل ہم سے سیکھ جائے کوئی
انہیں سنا دیا حال اپنا داستان کیطرح

جناب میرزا صاحب نے جواباً بہت کچھ اطمینان دلایا اور انجمن کے مقاصد سے ہمدردی ظاہر کی۔ اور ریڈنگ روم کی ضرورت کو خود خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی محسوس کیا۔ امید ہے۔ احمدی سب بھائی توجہ فرماویں گے۔ فقط والسلام۔

خاکسار غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری الاخوان کلب لاہور

عبد الحکیم ۔ اسسٹنٹ سکرٹری۔

استفسار اور اونکے جواب

بخدمت مکرم معظم جناب حکیم فضل دین صاحب بعد السلام علیکم کے واضح ہو کر ...... کوئی ایسا وظیفہ یا عمل تحریر فرماویں جس سے مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو۔ راقم بندہ عبد الواحد

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اسمیں شک نہیں کہ زیارت حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم منبع فیوض و برکات دینی و دنیوی و منجملہ انعامات الٰہی ہے۔ مگر اصل اس میں ایمان اور تقوےٰ ہے۔ اگر ایمان اور تقوےٰ نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں چنانچہ اس کے متعلق قرآن مجید کا یہ فیصلہ ہے۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون پ ۹ چنانچہ مکہ مدینہ زادھما اللہ شرفاً و عظمۃ میں کتنے لوگ تھے جو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے تھے۔ مگر سوائے ایمان کے انکو اس زیارت نے کیا فائدہ پہونچایا۔ بلکہ خود خدا تعالےٰ کا کلام قرآن مجید دنیا میں موجود ہے اور اسکی زیارت لوگ کرتے ہیں عبارت پڑھتے ہیں۔ ترجمہ بھی پڑھتے ہیں۔ بعض تفاسیر بھی پڑھتے ہیں مگر چونکہ

اصل ایمان اور تقوٰے سے دور ہیں قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اُترتا - انکو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور خود قرآن مجید کا بھی یہی فیصلہ ہے ذکرى للمؤمنين ۔ یعنے قرآن مجید بڑا معزز معظم مکرم بنا دینے والا ہے مگر اس سے فائدہ اسکو ہوتا ہے جو سچا مومن ہو - دوسرا مومن جب تقوی سے ....

اللہ تعالے کو راضی کرتا ہے تو اللہ پھر اسکو راضی کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ۔ یعنی اللہ تعالے انپر راضی ہوا اور انکو اسقدر انعامات عطا فرمائے کہ یہ بھی اللہ تعالے سے راضی ہو گئے گویا اللہ تعالے کا راضی کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بھی ایک عدیم وظیفہ اور عمل ہے جیسے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۔ یعنے جو لوگ زبان سے کہدیں اور عملدرآمد سے بھی کر کے دکھا دیں کہ ہمارا دین دنیا میں ہر قسم کی ترقیات روحانی جسمانی دینی والا صرف اللہ تعالے ہی ہے جو جمیع صفات کا ہے - یعنی دوسری صفات کی طرح اسکی ربوبیت بھی اعلے و اکمل ہے - پھر اسپر وہ استقامت بھی اختیار کریں یعنے انکا یہ قول و فعل عارضی اور غیر مستقل نہو تو ان پر ملایک نازل ہو کر بشارت دیتے ہیں کہ تمکو کسی آیندہ نقصان و احتمال نقصان کا خوف نہ ہوگا اور کسی واقع شدہ نقصان کا غم ہوگا اس بہشت میں داخل ہونیکا تمکو ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ ہم تمہارے والی و کارساز رہیں گے اس دنیا کے کاموں کے بھی اور آخرۃ کے کاموں کے بھی - دوسرا یہ فائدہ ہوگا کہ جس چیز پر تمہارا جی چاہیگا وہ چیز تمکو دی جاوے گی یعنے تمہاری تمام خواہشیں پوری کر دی جائینگی خواہ وہ خواہش زیارت حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہو یا اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو - تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی دیا جاویگا یعنے تمہاری تمام خواہشیں پوری کی جائینگی بن مانگے اور مانگی ہوئی یہ تو وہ مہمانی ہے کہ جب مہمان کو اسکے آتے ہی دیجاتی ہے جیسے آجکل رواج ہو چلا پان یا شربت وغیرہ کا - اور یہ مہمانی ہوگی غفور کی طرف سے یعنے اگر تم سے کوئی غلطی بھی ہو جائیگی تو وہ بھی معاف کر دیگا اور باوجود کے رحیم بھی ہے یعنے تمہاری محنت کو ضائع نہیں کرتا یعنی صرف دخول جنت پر ہی حصر نہیں بلکہ آیندہ اپنی رحیمیت سے ترقی غیر متناہی بھی دیتا رہے گا -

تیسرا علاج اور وظیفہ اسکا لاحول ہے - لاحول کے معنے ہیں کہ یا اللہ میں کسی بدی اور نقصان سے بچ نہیں سکتا اور نہ کوئی کسی قسم کی خوبی حاصل کر سکتا ہوں مگر محض تیرے ہی فضل سے -

چوتھا علاج اور وظیفہ اس کے لئے استغفار ہے اور استغفار کے معنے ہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی گذشتہ غلطیوں کو یاد کر کر سچے دل سے پختہ ارادہ ان کے ترک کرنے کا کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالے گذشتہ غلطیوں کے بد نتائج سے اسکی حفاظت کرے اور آیندہ ارتکاب غلطیوں سے اسکی حفاظت کرے -

پانچواں - علاج اسکا درود شریف ہے - اس طرح کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے انعامات اور حضور کی تکالیف کو جو آپ کو اپنی اُمّت کو عذاب دنیوی و اخروی سے بچانے اور مقرب الٰہی بنانے کے لئے پیش آئے یاد کر کر سچے دل اور جوش دل سے اللہ تعالے سے ان کے لئے لا تعد و لا تحصی رحمتیں اور ترقی درجات و کاسیابیاں طلب کرے -

چھٹا علاج اسکا دعا ہے - دعا بڑی عاجزی سے نمازوں میں خصوصاً سجدوں میں خصوصاً پچھلے رات کی نماز میں رو رو کر کرے اور اس کے اول آخر بہت بہت استغفار اور درود شریف اور لاحول بطریق مذکور ہو - چونکہ دعا کے متعلق میرا ارادہ مستقل رسالہ لکھنے کا ہے - انشاء اللہ تعالے اسلئے اب آپ کے خط کو اسی پر ختم کرتا ہوں - نیز اس لئے کہ یہ خط متحمل متعلقات دعا کی تفاصیل کا بھی نہیں - ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وصلے اللہ علے سیدنا ومولانا وھادینا محمد واحمد و الہما و بارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والحمد للہ رب العالمین -

خط دوم

جناب حکیم صاحب - السلام علیکم - براہ مہربانی مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بذریعہ الحکم اخبار تحریر فرماویں ...... اور قرآنی آیات و احادیث کا ترجمہ بھی کر دیا جاوے -

(۱) سفر میں جو نماز قصر کرنیکا حکم ہے کیا عام سفر ہے یا دس روز پانچ روز تین روز ..... تو وہ نماز پوری پڑھے یا نصف - ایسا ہی سنتیں پڑھے کہ نہیں اور روزے رکھے کہ نہیں -

(۲) اگر ایک لڑکی ایک لڑکے کے ساتھ جو دیندار اور صالح ہوئے اپنے عقد پر راضی ہو مگر والدین صرف اس لحاظ سے کہ وہ لڑکا یا لڑکی انکی قوم میں سے نہیں ہیں - لڑکی کو کسی جاہل اور بے شرع کے علاوہ کم سن - مگر قوم کا اور نزدیکی ہے دینا چاہتے ہیں ... . تو ایسی صورت میں خود بخود نکاح کرنے کی ان کے لئے کوئی سبیل ہے ...

(۳) وعید کی پیشگوئی میں خواہ شرطاً ہو یا نہ ہو چونکہ عذاب میں تاخیر ہو جاتی ہے یا رجوع الی الحق سے عذاب مل جاتا ہے اس کے ثبوت میں آیات قرآنی اور احادیث مع ترجمہ نقل کریں -

خاکسار سراج احمد

الجواب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ - اللہ تعالے نے نماز اور روزہ کے متعلق لفظ سفر عام فرمایا ہے - پس اس میں اپنی طرف سے تخصیص کرنا مومن کا کام نہیں ہر ایک ملک کے لوگ لفظ سفر کے معنے جانتے ہیں جو ان کے ملک میں سفر کے معنے ہوں وہی مراد قصر نماز اور افطار روزہ والے سفر کے ہیں - وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ۔ جب تم چلو (سفر کرو) کسی ملک میں تو تمپر کچھ مضایقہ نہیں کہ تم نماز میں قصر کرو اگر تم کو فتنہ کفار کا خوف ہو - عن ابن عمر قال صحبت النبی صلے اللہ علیہ وسلم وکان لا یزید فی السفر علے رکعتین وابا بکر و عمر و عثمان کذلک متفق علیہ نیل الاوطار صفحہ ۲۶ جلد ۳ - ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں ساتھ رہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ نہیں پڑھا کرتے تھے سفر میں دو رکعتوں پر اور ابا بکر و عمر و عثمان بھی اسیطرح - وعن یعلی بن امیۃ قال قلت لعمر بن الخطاب فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۔ فقد امن الناس قال عجبت مما عجبت منہ فسالت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم عن ذلک فقال صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ رواہ الجماعۃ الا البخاری نیل الاوطار - یعنے یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیۃ صلوۃ السفر میں شرط ہے خوف کی اور اب تو امن ہو گیا ہے - حضرت عمر نے فرمایا مجھے اس بات سے تیری طرح تعجب ہوا تھا تو میں نے حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالے نے اپنے بندوں پر کیا ہے سو تم اس کے صدقہ کو قبول کرو - وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہ یحب ان تؤتی رخصہ کما یکرہ ان تؤتی معصیتہ رواہ احمد نیل الاوطار صفحہ ۳ - یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے پسند فرماتا ہے کہ اسکی رخصتوں پر عمل کیا جاوے جیسے ناپسند فرماتا ہے کہ اسکی نافرمانی کی جاوے - ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں قصر افضل ہے بلکہ قصر نہ کرنا اللہ تعالے کو ناپسند ہے بلکہ معصیت ہے - کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قصر نہ کرنے کو معصیت سے ہی تشبیہ دی جو اخص الناس تھے تقوی اور عبادت الٰہی پر - اگر سفر میں کسی جگہ چار روز یقینی اقامت ہو تو قصر کرے اور اگر یقینی اقامت نہ ہو تو پھر ایام کی کوئی تعداد نہیں -

عن ابی ھریرۃ انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی مکۃ فی السیر والمقام بمکۃ الی ان رجعوا رکعتین رکعتین رواہ ابو داؤد الطیالسی نیل الاوطار صفحہ ۴۱ - حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سیر میں اور مقام میں مکہ میں واپس آنے تک دو دو رکعتیں .... ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قدم مکۃ صبیحۃ رابعۃ من ذی الحجۃ فاقام بہا الرابع والخامس والسادس والسابع وصلے الصبح فی یوم الثامن ثم خرج الی منی وخرج من مکۃ متوجھًا الی المدینۃ بعد ایام التشریق ومعنی ذلک کلہ فی الصحیحین وغیرھما - نیل الاوطار صفحہ ۴۱ " " " " یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح چوتھی ذی الحجہ کو مکہ میں تشریف لائے اور صبح آٹھویں ذی الحجہ کو منی کی طرف تشریف لے گئے - اور دوگانہ ہی پڑھتے رہے غرض اس چار روز کی یقینی اقامت میں دوگانہ ہی پڑھتے رہے -

عن جابر قال اقام النبی صلے اللہ علیہ وسلم بتبوک عشرین یوما یقصر الصلوۃ رواہ احمد - جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس روز ٹھہرے رہے اور قصر نماز فرماتے

کیونکہ ... وہ میں کوئی آدمی اچھا تماشہ نکلا ... نہیں دیکھتا۔

عن انس رضی الله عنه قال کان رسول الله صلے الله علیه وسلم اذا خرج مسیرة ثلاثة امیال او فراسخ صلی رکعتین رواه مسلم (بلوغ المرام)

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا ۳ فرسخ یعنے ۹ میل کے سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو دوگانہ پڑہتے۔

لفظ فرسخ اور میل میں اختلاف بسبب شک راوی کے ہے۔ احادیث متذکرہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتون کی بابت اختیار ہے پڑھے یا نہ پڑھے۔ کیونکہ صرف دوگانہ فرائض کا ہی ذکر ہے اور کسی سنت کا ذکر نہیں۔ روزہ سفری کے متعلق احادیث کا حوالہ تو دینا کافی ہے جنمیں اللہ تعالے کے صدقہ نہ لینے اور رخصتون پر عمل نہ کرنے کے بارہ میں گذر چکا اور قرآن مجید میں اللہ تعالے کی رخصتوں پر عمل نہ کرنے کی بہی صریح ممانعت ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

فَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۔ یعنے جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ گنتی اور دنون سے پوری کردے یعنے جتنے روز مریض یا سفر پر رہے اتنے روز اور روزہ رکہدے۔ اور اسباب کا ذکر اللہ تعالیٰ نے چھوڑ دیا کہ ایام مرض یا سفر میں اگر روزے رکہے ہوں تو وہ مجرای ہون گے کہ جس شخص نے ایسی حالت میں روزے رکہے اسکے روزے بیفائدہ جرمانے میں ضائع گئے۔ جیسے چٹھی پر اگر ایک آنہ کا ٹکٹ لگانا ضروری ہو اور آدہ آنہ کا لگادے تو اسکا آدہ آنہ بہی جرمانہ میں ضائع جاتا ہے اور دوبارہ محصول پورا دینا پڑتا ہے۔

(۳) نکاح بلا ولی و بلا رضائے متعاقدین جائز نہیں جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے

اول۔ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ۔ یعنے نکاح کرو جو عورت تمکو پسند ہو۔

دوم۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ ۔ مشرک عورتوں کو نکاح میں نہ لاؤ۔

تیسرا۔ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ ۔ اور نہ نکاح کرو جنکو تمہارے باپون نے نکاح کیا۔

چوتھا۔ ولی کی بابت فرمایا۔ اول۔ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۔ وہ خود معاف کرین یا جس کے ہاتہ میں نکاح کا اختیار ہے۔ دوسرا۔ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۔ اور مشرکون کو نکاح نہ کردو یہانتک کہ وہ ایمان لاوین۔ تیسرا۔ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ منکم ہے۔ اور نکاح کردو بیوائوں کو جو تم میں سے ہون۔

لڑکی کے اختیار کے متعلق فرمایا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ ۔ یعنی عورتون کے بہی وہی حقوق ہیں جو عورتوں پر مردون کے ہیں۔ یعنے نکاح میں بہی جیسے انتخاب مردون کا حق ہے اسیطرح عورتون کا بہی حق ہے کہ وہ بہی پسند کریں۔

پس معلوم ہوا کہ سوائے رضامندی تین آدمیون کے نکاح جائز نہیں ایک مرد ایک عورت ایک عورت کا والی۔

احادیث سے بہی اسی طرح ثابت ہوتا ہے۔

اول۔ لا نکاح الا بولی بلوغ المرام سوائے والی کے نکاح جائز نہیں دوئم لا ینکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتے تستاذن قالوا یا رسول الله فکیف اذنها قال ان تسکت۔ بلوغ المرام۔ کسی بیوہ کا بلا مشورہ اور کسی باکرہ کا بلا اذن نکاح نہ کیا جاوے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذن کسطرح ہوتا ہے فرمایا وہ نکاح کے استخبارہ کو سنکر صاف خاموش ہو جاوے۔

تیسرا۔ لا تزوج المرءة المرءة ولا تزوج المرءة نفسها۔ بلوغ المرام۔ کوئی عورت کسی عورة کے نکاح کی والی نہیں اور نہ اپنے نکاح کی والی ہے۔ کیا دیکھتے نہیں جسقدر دنیا میں رنڈی۔ کسبی۔ خانگی۔ اور دوسری قسم کے زناو اغوا ہوتے ہیں یہ سب عورتوں کی ولایت ہی کا نتیجہ ہیں۔

چوتھا۔ ان جارية بكرا اتت النبی صلے الله علیه وسلم فذکرت ان اباها زوجها وهی کارهة فخیرها رسول الله صلے الله علیه وسلم بلوغ المرام۔ ایک لڑکی باکرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کردیا ہے اور وہ اسکو ناپسند ہے سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو اختیار دیدیا۔

(۴) وعید کی پیشگوئی کے متعلق اللہ تعالے کی شہادت قولی اور فعلی دونون طور پر قرآن مجید میں موجود ہے۔

قولی شہادت۔ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۔ یعنے ہم نشانات انذاری صرف ڈرانے کے لئے مہیا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ عذاب ادنیٰ سے ڈر کر عذاب اکبر سے بچ جاویں۔

دوسرا۔ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ یعنی جب کبہی ہم کسی بستی میں نبی بہیجتے ہیں اس کے انکار پر پہلے عذاب خفیف تکالیف و مصائب کا بہیجتے ہیں۔ اور غرض اس انذاری نشان سے یہہ ہوتی ہے کہ لوگ تکالیف سے تنگ آکر رفع تکالیف کے لئے اللہ تعالے کی طرف گڑگڑا جاویں اور عذاب اکبر سے بچ جاوین پہر ہم کمال رحمت سے ان تکالیف کو ان سے دور کر دیتے ہین تاکہ اللہ تعالے کے انعامات کو دیکہکر شکر الٰہی بجا لاوین مگر وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ نافرمانی میں بہت بڑہ جاتے ہیں بلکہ اس عذاب کو عذاب ہی نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہی ایسا ہوا کرتا ہے کبہی قحط کبہی سستی کبہی نرمی کبہی گرمی پہر ہم انکو عذاب اکبر میں گرفتار کر لیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔

تیسرا۔ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ ہم انکو پہلے تہوڑا عذاب دینگے اور ان کے باز نہ آنے پر عذاب اکبر چکہائینگے تاکہ وہ اللہ تعالے کی طرف رجوع کرکر عذاب اکبر سے بچ جاوین۔

چوتھا۔ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۔ نوح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم میں تمکو تمہاری ہلاکت اور تباہی کی اطلاع قبل از وقت دیتا ہوں اور غرض اس انذاری پیشگوئی سے یہ ہے کہ تم اس آنے والے عذاب سے الگ ہو جاؤ اور وہ جدائی عذاب سے اسطرح ہو سکتی ہے کہ تم اللہ تعالے کے فرمانبردار بنو اور ہر ایک کام میں اسکو اپنا سپر بناؤ اور یہ بات میری چال اختیار کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے اسلئے میری اطاعت کرو اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ جو تم قبل اس کے غلطیاں کر چکے ہو ان کے بد نتائج سے جو عذاب ہلاکت ہے اللہ تعالے تمکو بچالیگا اور تمہاری اجل اللہ (ہلاکت) جو تمہاری اصل زندگی یعنی اجل مسمی کے ختم ہونے سے پہلے آنے والی ہے وہ ٹل جاویگی اور اپنے وقتوں پر تمہاری موت آوے گی۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو وہ ہلاکت کی موت آجاویگی اور جب آگئی تو پہر نہیں ٹلیگی۔

پانچوان۔ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ ہر ایک گروہ کے لئے (جو مخالف مامور من اللہ کے ہو) ایک وقت ہلاکت کا مقرر ہوتا ہے جو وہ اپنے وقت سے پہلے نہیں آتا جب آجاتا ہے تو پہر تاخیر بہی نہیں ہوتی یعنی اس کے آنے سے پہلے تاخیر یا موقوفی ہو سکتی ہے۔

غرض اس قولی شہادت سے قرآن مجید بہرا پڑا ہے اور تہوڑے غور سے بکثرت آیات مل سکتی ہیں اور یہ خط متحمل انکی تفصیل کا نہیں۔ جسقدر انبیاء کا ذکر قرآن مجید آیا انکے ساتہہ یہ قانون بہی ذکر ہوتا رہا اور اس کے علاوہ بہی بکثرت ہے فعلی شہادت بہی اسیطرح بکثرت ہے مثلاً اول۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ یعنی کیون نہیں اور بستیون والے ایسا کرتے کہ وہ بہی ایمان لاوین اور انکا ایمان انکو نفع دے۔ جیسے قوم یونس ایمان لائی اور عذاب ذلت جو انپر آنے والا تہا ہمنے ان سے دور کردیا۔ اور انکو اجل مسمی تک مہلت اور فائدہ دیدیا۔ یہ پیشگوئی بلا شرط تہی اور بالکل ٹل گئی۔

دوسرا۔ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۔ جب کبہی فرعونیوں پر بلا آتی طوفان قمل ضفادع دم آتا تو موسیٰ علیہ السلام کے آگے عاجزانہ التجا کرتے۔ اور ایمان لانے کا بہی وعدہ کرتے مگر جب ہم اس انذاری ادنے عذاب کو ان سے ٹلا دیتے تو پہر وہ عہد توڑ دیتے سو ہمنے ان عذاب ادنے کے بعد انکو عذاب اکبر میں ہلاک کیا اور انکو اس دریا میں غرق کردیا۔

تیسرا۔ سورہ دخان میں اللہ تعالے نے اہل مکہ کا عذاب قحط ٹلا دیا۔ اور پہر بدر میں ہلاک کردیا۔

یہ سلسلہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے یعنے عذاب کی تاخیر اور عذاب کا قطعاً ٹل جانا۔ بلکہ منشا الٰہی انذاری پیشگوئی سے ہوتا ہی یہی ہے کہ عذاب اسکے رجوع سے ٹلجاوے جیسے تَخْوِيفًا اور يَتَضَرَّعُونَ اور يَرْجِعُونَ سے ظاہر ہے جنکا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے۔ والحمد لله اولاً و آخراً وصلی الله علی سید النبی والحمد و آلهما الطاهرین

(باقی [illegible])

حضرت مولوی نورالدین صاحب کا خط
بنام
ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

یہہ ایک ایسی عبارت ہے جو صریحاً ایک جگہ قرآن کریم میں موجود نہیں - اور سلاماً اچھے لوگون کو خطاب میں نہیں آیا - اسلئے عرض ہے -

جناب من ! آپ کا خط دس صفحہ کا مجھے پہنچا - میں نے جواب دینے میں جلدی چاہی تھی مگر میں نے اپنے دل میں بہت سوچا تو جوش کو بھی ساتھ پایا اس لئے متامل تھا - اب بہت دن گذر گئے اور یقین ہوگیا - کہ اس وقت کوئی جوش میرے قلب پر نہیں - تو خط لکھنے بیٹھا - ہان اس وقت مجھے تھوڑا سا زکام ہے - مگر مجھے یقین ہے کہ آپ اسے رائے علیل علیل پر محمول نہ کریں گے - آپ کے سارے خط کا مضمون میں نے تین حصہ پر تقسیم کر دیا ہے -

پہلا حصہ وہ ہے - جس میں آپنے ایک عقیدہ بیان فرمایا ہے اور اس کی بنیاد عقل - فطرت - اور قرآن پر رکھی ہے -

دوسرا حصہ وہ ہے جس میں آپ نے مرزا پر اعتراض کئے ہیں

تیسرا حصہ - مرزائیوں پر مطاعن کا ہے - میں نے آپ کی وہ خط وکتابت نہیں پڑہی جو آپ نے مرزا جی کو کی ہے - ہان ایک آپ کا آخری خط مسجد میں لائے جسے میں نے سرسری نظر سے دیکھا چونکہ اس اصل پر بحث مقدم ہے - جس کے باعث آپ نے مرزا اور مرزائیون پر مطاعن شروع کئے ہیں اس لئے میں اسی پہلے حصہ کی طرف توجہ کرتا ہون آپ نے مجھ سے فرزندی کا دعوے کیا ہے اور حسن ظن کو کام میں لائے ہیں اگر یہ حسن ظن اب تک کچھہ قائم ہے - تو یہ خط بے ریب ایک مخلص انسان کا خط ہے جس کو فطرتاً اللہ تعالے پر ایمان اور شرک سے نفرت ہے اور قدرت نے اس کو ایسے سامان دیئے کہ جون جون وہ ترقی کرتا گیا ساتھہ ہی اس کو جناب الٰہی سے محبت اور شرک سے پوری نفرت ہوئی - گو مجھے ڈر ہے کہ آپ نے جس جوش سے اخباری دنیا میں پیسہ اخبار سے تعلق پیدا کیا ہے وہ اس میرے مضمون کیطرف متوجہ ہونے سے سدراہ نہ ہو - کیونکہ ایک قانون ہی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار - ہمیں قرآن میں نظر آتا ہے پھر اس کی تصدیق تجربہ سے ان بیماریون میں نظر آتی ہے جنامیں ایک آپ کے ساتھہ امتحان دینے والا مبتلا ہوا - اور اس کے لئے اس کی محنت ومشقت نے اپنے نتائج کو اسے محروم کر دیا اور اس طرح کے ہزارہا مصدقات نظر آتے ہیں - اب میں اصل بات عرض کرتا ہون -

آپ نے جو قاعدہ نجات کا تجویز کیا ہے وہ آپ کے ان فقرون سے مجھے معلوم ہوا ہے -

تمام انبیاء ہادی خلائق ہیں نہ مدار نجات - پھر آپ کہتے ہیں ربّ العالمینَ الرحمٰنِ الرحیم الی آخرہ - اس کے علوم پر کون محیط ہو سکتا ہے پھر اس کی رحمت ومغفرت کے لاانتہا قوانین کسی ایک انسان کے ماتحت کیسے ہو سکتے ہیں اور اس سے بڑھکر اور کون سا شرک ہو سکتا ہے -

اگرچہ آپ کے اس کلام میں مدار نجات کا لفظ گول مول ہے مگر لاانتہا قوانین رحمت ومغفرت کا فقرہ اس کو حل کر دیتا ہے ان آپ کے فقرات سے نجات کا دائرہ بہت بڑا وسیع ہے اور تمام الٰہی کتابیں اور تمام رسولون کی تعلیمات آپ کی اس تحریر سے رد ہو سکتی ہیں - کیون کہ خدا کی رحمت ومغفرت کی لاانتہا قوانین ان محدود کتابون اور محدود انسانون کے ماتحت نہیں ہوسکتے پس ان کی کارروائی بھی آپکے نزدیک بہت بڑا شرک ہوا - پھر آپ نے مرزا اور مرزائیون کو ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ ثم اعرض عنھا انا من المجرمین منتقمون کی آیت سے مجرم اور مجرم کے ساتھہ محل انتقام تجویز فرمایا اور اپنے اس اصول کو غیظ وغضب کے باعث بھول گئے کہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم - اور اس کی رحمت ومغفرت کے لاانتہا قوانین مرزا اور مرزائیون کو نجات نہیں دے سکتے - اس سے بڑھکر ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا کیا شرک ہو سکتا ہے کہ اس کے کہنے کی خلاف ورزی سے مرزا اور مرزائیوں سے انتقام اور وہ مدار نجات نہ ہون -

[illegible]

پھر آپنے اس وسیع دائرہ نجات کو تنگ کر دیا اور یہ کہا ہے کہ توحید - ایمان بالیوم الآخر اور اعمال صالحہ مدار نجات آخرت ہیں - رب العالمین کے لاانتہا قوانین مغفرت کو ہم ایک طرف رکھیں تو کیسا تعجب آتا ہے پر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ شاید مسلمانون کو ملزم کرنے کے لئے آپ نے یہ لکھدیا ہے پھر آپ نے آگے چلکر دائرہ نجات کو وسیع بھی کیا ہے اور تنگ بھی کر دیا ہے جہان یہ لکھا ہے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہٖ -

حکیم اور خان اور پھر ڈاکٹر صاحب - شرک معاف نہ ہو یہ کیا بات ہے کہا اس کے لاانتہا قوانین نجات میں شرک کی نجات کا کوئی قانون نہ ہو بلکہ ضرور ہونا چاہئے کیونکہ وہ ربّ العالمین الرحمٰن الرحیم ہے - ایک انسان نے اگر ایسا کہا ہے - تو آپ کے نزدیک اس کا کہنا چیز ہی کیا ہے اور وہ مدار نجات کب ہے جیسا کہ تم نے کہا -

پھر خدا کا منکر تو مشرک بھی نہیں اس کے لئے تو نجات کا دروازہ آپ کے نزدیک بند ہوہی نہیں سکتا -

پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمان پر رحم فرمایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال میں یہ تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں سب کو نجات حاصل کرنا چاہئے - حکیم ڈاکٹر صاحب دوارب اللہ کے بندے اس وقت موجود ہیں - تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ کے باعث تیار ہوئے ہیں تو دوارب اللہ کی مخلوق اور کارون کے طریق سے لاکھون برس اور معلوم نہیں کہ کب سے وہ تیار ہوئے ہیں ان سب نے اگر نجات نہ پائی تو تیرہ کروڑ چیز ہی کیا ہے - اور ایک آیت وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ایسی عجیب آیت ہے کہ قرآن میں موجود ہے اور سردست بظاہر آپ کو مسلم بھی ہوگی - تیرہ کروڑ مسلمانون میں سے اس آیت کے بموجب اکثر مشرک ہون گے اور مشرک نجات نہیں پا سکتا - پھر یہ تیرہ سو سال میں تیار ہوئے اور ان میں سے اکثر مشرک نکلے اور مشرک کو نجات نہیں - پھر ان انبیاء کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سناتے ہیں -

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالبأساء والضراء لعلھم یتضرعون فلولا اذ جاءھم بأسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون -

اس آیت پر غور کرو - رسولون کے ارسال کے وقت جہان پکڑا جاتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ اور جزائر کے زلازل اور طاعون اور آتش زدگیان اور لڑائیان مرزا کیطرف منسوب کرنے شرک ہیں - حکیم ڈاکٹر اور خان مرسل تو اس وقت مامور ہوتے ہیں جب دنیا علی العموم غفلت کے نیچے دب جاتی ہے اور خدا تعالےٰ سے اعراض کرکے نیکی دنیا کی طرف لوگ جھک جاتے ہیں - خدا کا رحم اور فضل ان مجرمون میں سے بعض کو کیا نہ کہیئے مرسل مقرر فرماتا ہے کیا نوح اور موسےٰ نہ آئے بغیر فرعون اور قوم نوح ہلاک ہوگئی تھی - کیا مکہ والون کو یہ کہنا کہ ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم کوئی مجنون کی بڑ تھی نہیں سورہ نوح کا ابتدا پڑہو جہان لکھا ہے - فاتقوا اللہ و اطیعون - اگر وہ کوئی مدار نجات نہ تھا تو اس کی اطاعت چیز ہی کیا تھی -

پھر آپ نے ایمان بالآخرۃ کو نجات کا مدار تجویز فرمایا ہے اور یہ نہ خیال کیا کہ آپ کا دائرہ نجات تنگ ہوا جاتا ہے -

سنیئے - قرآن شریف نے ایمان بالآخرۃ کے لوازمات بیان کئے ہیں اور ان لوازمات نے مدار نجات کو اور بھی بہت تنگ کر دیا ہے اور وہ آیت یہ ہے - والذین یؤمنون بالآخرۃ یؤمنون بہ وھم علیٰ صلوتھم یحافظون -

یہان ایمان بالآخرت کو ملزوم بنایا ہے اور ایمان بالقرآن اور محافظت علی الصلوٰۃ کو لازم قرار دیا ہے - . . . . اور یہ تو آپ کی فطرت کہتی ہوگی - کہ لازم و ملزوم جدا نہیں ہوتے ہونگے -

آپ نے قتل عمد کی سزا کہیں قرآن شریف میں دیکھی ہوگی اگر یاد نہ ہو تو میں اسی خط میں یاد دلا دیتا ہون - ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما ؎

پھر ایک اور آیت ہے جو چھٹے سیپارہ کے ابتدا میں ہے -

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا - اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا - اسکو آپ ملاحظہ فرماوین -

آپ تو ابھی میرے روحانی فرزند ہیں اور مسیح کو مسیح ومہدی بھی مانتے ہیں - اگر الٰہی و متکبر کا کوئی مادہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپ میں نہ ہو تو جو قاعدہ نجات کا آپ نے لکھا ہے [illegible] اتنے میرے بیان سے بھی ظاہر ہو سکتی ہے [illegible] ہٹ کے اسباب بھی [illegible] کا اظہار کر چکے ہیں اور لا ترکنوا الی الذین کی بھی پرواہ کی [illegible] نہیں نکلتا -

نجات [illegible]

اس [illegible]